SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Saturday September 14, 2006

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty one minutes past four in the evening with Mr. Acting Chairman (Mr. Jan Muhammed Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یایھا الذین امنو انما الخمر والمیسر والانصاب و الازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون۔ انما یرید الشیطن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فھل انتم منتھون۔ واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واحذروا فان تولیتم فاعلموا انما علی رسولنا البلغ المبین۔

ترجمہ ۔ اے ایمان والو! بے شک شراب اورجوا اور (عبادت کے لئے) نصب کئے گئے بت اور (قسمت معلوم کرنے کے لئے) فال کے تیر (سب) ناپاک شیطانی کام ہیں۔ سو تم ان سے (کلیتاً) پرہیز کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ شیطان یہی چاہتا ہے کہ شراب اورجوئے کے ذریعے تمہارے درمیان عداوت اورکینہ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Saturday September 14, 2006

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty one minutes past four in the evening with Mr. Acting Chairman (Mr. Jan Muhammed Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یایها الذین امنو انما الخمر والمیسر والانصاب و الازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون۔ انما یرید الشیطن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فهل انتم منتهون۔ واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واحذروا فان تولیتم فاعلموا انما علی رسولنا البلغ المبین۔

ترجمہ ، اے ایمان والو! بے شک شراب اورجوا اور (عبادت کے لئے) نصب کئے گئے بت اور (قسمت معلوم کرنے کے لئے) فال کے تیر (سب) ناپاک شیطانی کام ہیں۔ سو تم ان سے (کلیتاً) پرہیز کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ شیطان یہی چاہتا ہے کہ شراب اورجوئے کے ذریعے تمہارے درمیان عداوت اورکینہ

ڈلوا دے اور تمہیں اللہ کے ذکر سے اور نماز سے روک دے۔ کیا تم (ان شرانگیز باتوں سے) باز آؤ گے؟ اور تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ کی اطاعت کرو اور (خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے) بچتے رہو۔ پھر اگرتم نے روگردانی کی تو جان لو کہ ہمارے رسول پر صرف (احکام کا) واضح طور پر پہنچا دینا ہی ہے (اور وہ یہ فریضہ ادا فرما چکے ہیں)۔

(سورۃ مائدہ آیت نمبر۹۰-۹۲)

سینیٹر میاں رضا ربانی (قائد حزب اختلاف)، جناب چیئرمین صاحب!------

جناب قائم مقام چیئرمین، جی۔

POINTS OF ORDER

RE: ATTACK ON A JOURNALIST BY A GOVERNMENT OFFICIAL

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! یہ کل کی افسوس ناک بات ہے اور ایسا لگتا ہے کہ یہ حکومت terrorism کی policy پر گامزن ہے۔ کل briefing کے دوران Assembly میں جب ایک journalist جو office bearer بھی ہیں وہ Sixth Wage Board Award کے بارے میں متعلقہ وزیر سے بات کر رہے تھے تو انہوں نے اپنے guards سے کہا کہ اس کو سبق سکھاؤ اور اس کو مارا گیا یہاں تک کہ بیچ میں ایک اجنبی صاحب آئے اور ان کی انگلیاں بھی fracture ہوئی ہیں۔ اس journalist کا کان کا پردہ affect ہوا ہے۔

Sir, are we living in a police state? Are we living in a state where terrorism is the Orders of the Day and that is why you have seen that the galleries are empty and we, the combined Opposition have decided that as a mark of solidarity with the press and to register our protest against this continued policy of state violence and state terrorism which is being pursued by this government, will stage a token walk out.

(اس مرحلے پر اپوزیشن نے ہاؤس سے ٹوکن واک آؤٹ کیا)

چوہدری ظفر اقبال وڑائچ (وزیرمملکت برائے داخلہ)، جناب چیئرمین! کل کے واقعہ کا ہمیں علم تو ہوا ہے لیکن اس کی تفصیلات کہ اس میں کس حد تک سچ ہے، کیا چیز اصل میں ہے، اس کی رپورٹ ہم کل پیش کر دیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، ثناء اللہ زہری صاحب اور سردار جمال خان صاحب دوستوں کو مطلع کریں کہ وہ آجائیں تاکہ اجلاس کی کارروائی شروع کریں۔

(Pause)

(At this moment the Opposition came back in the House)

Senator Mian Raza Rabbani: We have come back because the two honourable Ministers and two honourable Senators came and have assured us that the moment the medical legal report is received, an FIR will be registered in the Police Station in accordance with the wishes of the person who has been assaulted. So, that is why we have come back.

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب چیئرمین---

جناب قائم مقام چیئرمین، Questions and Answers کے بعد point of order ہو گا۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب! یہ important ہے، انسانی جانوں کا خطرہ ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، کس چیز کا خطرہ ہے؟

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب! انسانی جانوں کا خطرہ ہے، poles گرے ہوئے ہیں، تاور زمین پر پڑے ہوئے ہیں۔ ایک بس گزری تو پچاس آدمی ایک منٹ میں لقمہ اجل بن جائیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، یہ کونسی جگہ ہے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب عالی! ژوب میں سنگ بازار، مغل کوٹ اور میر علی خیل کے درمیان دو poles گرے ہوئے ہیں، تاریں زمین پر گری ہوئی ہیں، public transport کا آنا جانا ہے۔ یہ انتہائی اہم اور فوری نوعیت کا معاملہ ہے۔ خدانخواستہ کوئی mishap ہو سکتا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، کامل علی آغا صاحب! یہ ژوب میں Frontier border کے ساتھ شیرانی ڈسٹرکٹ ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا (وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور)، متعلقہ منسٹری کے لوگ میرے chamber میں بیٹھے ہوئے ہیں، میں ابھی ان سے بات کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، ہاں please ان کو intimation دیں کیونکہ وہاں سے ٹریفک اور لوگ بھی گزرتے ہیں۔ کاکڑ صاحب! ان کو in writing دے دیں تاکہ آغا صاحب immediate action لے لیں۔

سینیٹر کامل علی آغا، مجھے ذرا لکھ دیں۔ میں ابھی ان کو دیتا ہوں۔

Mr. Acting Chairman: Thank you very much.

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، اگر یہ بعد میں Chair کو بتا دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، وہ بالکل ان سے progress لے کر آپ کو intimate کرتے ہیں۔ We take up questions now آپ سے ایک گزارش ہے کہ آج جو speakers کی لسٹ ہے وہ کافی لمبی ہے اور اگر questions کے supplementaries پر آپ تین تک محدود ہوں گے تو time کی بچت ہو گی، so we can sit out through session.

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ، جناب! میرا ایک point of order ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی میڈم! points of order لیں گے after the questions hour. جی آغا صاحب فرمائیے۔

سینیٹر کامل علی آغا، میں نے رضا ربانی صاحب سے ایک bill کے بارے میں گزارش

کی ہوئی ہے کہ آج یا ابتداء میں یا بعد میں کرلیں، وہ اگر ہو جائے تو آج legislation بھی ہو جائے گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین ، کل صبح کو کر لیتے ہیں۔ We will take it up first thing in the morning.

سینیٹر کامل علی آغا، ٹھیک ہے جی۔

جناب قائم مقام چیئرمین، کل انشاء اللہ۔ میڈم یاسمین شاہ۔

RE: SITUATION IN HYDERABAD AFTER HEAVY RAINFALL

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ، شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب ! میرا point of order سندھ کے حوالے سے ہے کہ ابھی جو حالیہ بارشیں ہوئی ہیں، ان سے خاص طور پر interior Sindhمیں حیدرآباد کا بہت بُرا حال ہے، وہاں پر اموات واقع ہو رہی ہیں، کافی بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ ابھی تک لوگوں کے گھروں کے اندر پانی کھڑا ہوا ہے، لوگ گھروں سے باہر نہیں نکل پا رہے۔ Interior Sindh میں بھی کافی نقصان ہو چکا ہے، ٹھٹھہ، بدین اور اس کے علاوہ دوسرے علاقوں میں بھی نقصان ہوا ہے۔ میں یہ کہنا چاہ رہی تھی کہ اس سلسلے میں کیا ہو رہا ہے؟ کیونکہ ناظم بھی ہیں، نائب ناظم بھی ہیں تو پھر وہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ جب کچھ بھی نہیں ہو رہا ہے تو کیا ہو رہا ہے؟

جناب قائم مقام چیئرمین، صحیح بات ہے، میرا خیال ہے میڈیا میں بھی تصاویر آ رہی ہیں۔ وہاں کی جو حالت ہے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ epidemic disease پھیل جائے۔ Naseer Khan sahib is here, اس پر epidemic disease کے حوالے سے بات کریں، جو حالت T.V. پر نظر آ رہی ہے its very dangerous. صرف حیدرآباد نہیں ہے، you go to Tando Muhammad Khan, Badin, Thatta, Sanghar and parts of Tharparkar. جو میری اطلاعات ہیں وہاں disease کی کیفیت آئی ہوئی ہے۔

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ، میں منسٹر صاحب کے جواب دینے سے پہلے یہ کہنا چاہوں گی کہ خاص طور پر gastro, malaria اور بہت سی بیماریاں وہاں پر پھیل رہی ہیں جو کہ وبا کی

صورت اختیار کر گئی ہیں۔ اس سلسلے میں وہاں پر کیا ہو رہا ہے؟

جناب قائم مقام چیئرمین، جی نصیر خان صاحب۔

جناب محمد نصیر خان (وفاقی وزیر برائے صحت)، جناب چیئرمین! یہاں پر جو بات ہوئی، ہم نے چار دن پہلے جو Federal institutions ہیں with JPMC کراچی، ہماری ٹیمیں پہنچ چکی ہیں and we are working with the provincial government لیکن ہم نے provincial government and district government کو بھی کہا ہے کہ اپنا role enhance کریں۔ جب پانی recede ہوتا ہے تو biggest problem is malaria. ہماری جو ساری teams ہیں اور basically spray equipment ہم نے بھجوا دیا ہے اور اخبار میں بھی آیا ہے plus Prime Minister نے بھی ہمیں ring کیا تھا، so, we are working on it.

اب پانی کی جو problem ہے this is the biggest problem, we are sending chlorine tablets. لیکن ہم ساتھ ساتھ یہ advocacy کر رہے ہیں کہ basically پانی ابال کر پیئیں، that is one of the biggest thing right now that water is the source of all those diseases اسی طرح measles اور basically دوسری بیماریوں کے لئے we are sending immunization teams. جیسے ہم نے earthquake میں کام کیا تھا، اسی level پر ہم کر رہے ہیں but I think the provincial government کی یہ زیادہ ذمہ داری ہے they should also gear up جو ہم نے ان کو request بھی کی and the district governments.

جناب قائم مقام چیئرمین، شکریہ۔ جی بھنڈر صاحب۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ اس معاملے کا ایک پہلو ہے diseases کا ہونا، ان کا سدباب کرنا، لیکن ہم نے جو اخبارات میں پڑھا ہے کہ پانی سے سندھ میں جو نقصانات ہوئے ہیں، وہ ایک قومی نقصان ہے۔ اس کے متعلق detailed statement صوبائی حکومت سے بھی ساری reports لے کر سینیٹ میں پیش ہونی چاہیے کہ

نقصان کیا ہوا ہے؟اس کا کیا تدارک کیا گیا ہے؟ آئندہ سیلاب آنے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟ اور diseases کا کیا ہوا ہے؟ یہ ایک detailed report سینیٹ میں پیش ہونی چاہیے۔

جناب قائم مقام چیئرمین ، جی شیر افگن نیازی صاحب! اس میں you should use your good offices ہماری مدد کرا دیں۔

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ، جناب! میں اس بات کو support کرتی ہوں کہ واقعی Federal کا بھی کام بنتا ہے کہ province-wise کہنا چاہیے بلکہ میرے خیال میں strongly کہنا چاہیے کہ وہاں پر کوئی اقدامات کیوں نہیں اٹھائے جا رہے ہیں۔ پانی بالکل green ہو گیا ہے، جیسے Minister صاحب نے ہمیں بتایا کہ پانی ابال کر پیا جائے، جناب! پانی لوگوں کے پاس پینے کے لئے پہنچ ہی نہیں رہا ہے تو ابال کر کہاں سے پئیں گے۔ لوگ کھانے کے لئے، پینے کے لئے--- خاص کر بچے سکول نہیں جا پا رہے ہیں جو روزانہ نوکریوں پر یا کاروبار کے لئے جا رہے تھے، وہ لوگ نہیں جا رہے ہیں، ان کے کاروبار بند ہو گئے ہیں، ان کو office سے چھٹیاں لینی پڑ رہی ہیں۔ خاص طور پر عورتوں کے لئے جو روزمرہ کا کھانا پینا ہے؛ اس میں کافی problems create ہو رہی ہیں، باہر سے کوئی سامان نہیں لا سکتا۔ جناب! اس سلسلے میں کیا ہو رہا ہے؟ ہمیں seriously سوچنا پڑے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین ، جی. Madam you have got the point. جی نیازی صاحب! please.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی (وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور)، جناب والا! جہاں تک ان باتوں کا تعلق ہے، اس سے بڑھ کر صورت حال خراب ہے، I have seen myself in television اب colours آتے تو greenish layer...

Mr. Acting Chairman: Stagnant water.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، Stagnant نہیں ویسے بھی وہاں جو سارا پانی کھڑا ہو گیا ہے، it is not going away اس پر کائی اگ آئی ہے، اس پر ایک سبز layer ہے، اگر آپ محسوس کریں گے، that is fungus. یہ fungus جو ہے، it is very drastic thing اور اس

میں جو water borne diseases ہیں اور دوسری diseases ہیں' اس سے سلسلہ بہت خراب ہو سکتا ہے۔ صوبائی حکومت بھی at all cost لگی ہوئی ہے' ساتھ Armed Forces کے personnels بھی کام کر رہے ہیں اور یقیناً Federal Government کے behalf پر اگر کوئی صورت حال درکار ہو گی تو I will really request and I will tell it on behalf of this august House کہ جتنا جلدی Federal Government Relief Cell جو ہمارا ہے' اگر وہ کچھ کر سکتا ہے تو فوری طور پر ان کی مدد کرے اور جتنا جلدی ہو سکے تاکہ یہ نہ ہو کہ وہاں پر وبائیں پھوٹ پڑیں' کہیں cholera نہ ہو جائے یا اس قسم کی چیزیں ہوں۔

Cholera is a vital disease, it happens to be broken out and other disease which is gastroenterits which can be taken as food poisoning types that will happen and it will become epidemic

اب یہ صورت حال ہے اس کو control کرنے کے لئے Provincial and District Governments بھی لگی ہوئی ہیں' Federal Government کی جو forces ہیں' they have been given the task at proper places تو دوسرا یہ ہے کہ I will convey it.

Mr. Acting Chairman: Please, convey the grave concern of the House

جی madam آپ بات کر رہی ہیں۔

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ، جناب! آپ کوئی ایسی ruling دیں کہ اسی Session میں اس کا کچھ ہو جائے' یہ نہ ہو کہ یہ Session ختم ہو جائے اور آپ کو پتا ہے کہ لوگ یہ process بھول جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، ابھی Session ختم نہیں ہو گا۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب والا! Session ختم ہو جائے گا تو وزیر تو ادھر رہیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، وزیر بھی ہیں' ان کو جواب بھی دینا پڑے گا' انشاء اللہ

اگلا Session آنے گا۔ ٹھیک ہے، جی انور بیگ صاحب۔

Senator Muhammad Enver Baig: Thank you Mr. Chairman. Mr. Chairman, while on this subject Hyderabad and other health problems, sir, it has been reported in today's press and I would like the Minister for Health to kindly respond to this that they are supplying expired medicines at Government Hospitals

یہ دوائیاں earthquake victims کے لیے آئی تھیں،

the packets have an expiry date, they have removed the packets, they have forwarded all those medicines to Government Hospitals. If people are not to die, they will die. Does this Government want that the poor should get expired medicines. Sir, I think, the honourable Minister is probably not in the control of things as what is happening in Government hospitals.

جناب قائم مقام چیئرمین، یہ basically inter-provincial subject ہے لیکن---

Senator Muhammad Enver Baig: I mean, everything comes to the Federal Government and I would appreciate, if the honourable Minister kindly responds to this because it is of a prime importance. People are concerned and people are dying taking these expired medicines.

Mr. Acting Chairman: please, take your seat. Nasir Khan sahib.

Mr. Muhammad Nasir Khan: I thank the honourable Senator but I would like to see the news because I have not really seen the news and I would like...

جناب قائم مقام چیئرمین ، جی نہیں ' نہیں this is a special situation جو arise ہو گئی ہے۔

Mr. Muhammad Nasir Khan: I will just get in touch with the Senator exactly I have not seen which paper and exactly what the contexts are but I think it is important, the Government and any Government will not supply expired drugs, it is just not possible but whatever it is happening, it might be happening and the honourable Senator is right, he is quoting. Most of the drugs that are going right now to the interior Sindh, are through the Provincial Government but we will look into it and see whether the Federal Government is responsible but it is totally provincial thing there. We can always influence them and tell them and find out. So, if the exact cases are given, we will look into it I think together we will find out and now let me assure the Senator that why would me or anybody else supply expired drugs? I think it is not the case whether it is rich or poor that does not matter. It is a human thing, it has colossal effects and I agree with the honourable Senator that we all have to be careful and we will. We are looking into it and *Insha Allah* do whatever we can.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. Madam Tahira Latif.

سینیٹر طاہرہ لطیف۔ شکریہ چیئرمین صاحب۔ ہمارے ملک میں ایسا ہونا چاہیے کہ ایک بڑا strong disaster center بن جائے اور ہر صوبے میں disaster center بن جائے جس کے کچھ wings ہوں' ایک medical wing ہو جو patients کو فوراً لائے اور ہر صوبے میں

ایسا ہونا چاہیے۔ ایسا نہ صرف center میں ہو بلکہ ہر جگہ ہو جو فوراً activate ہو جائے۔ جب ہم باہر کے ممالک میں جاتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ اگر road پر کوئی چھوٹا سا accident ہو جائے تو وہ بھی TV پر دکھایا جاتا ہے لیکن یہاں پر تو ایسا کوئی system ہے ہی نہیں۔ جناب چیئرمین! اس سلسلے میں آپ strongly لکھیں اور جو بھی responsible لوگ ہیں۔ ایک disaster center ہے تو سہی لیکن ineffective سا ہے' ایسا نہیں ہے کہ فوراً پتا چلے کہ فلاں نے یہ کیا اور اتنے patients کو دیکھے گئے' وہ چیز یہاں پر نہیں ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، شکریہ میڈم۔ جی رضا ربانی صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی ، شکریہ جناب چیئرمین! یہ جو سندھ میں floods کی تباہ کاری ہے' یہ اتنا آسان مسئلہ نہیں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کو صرف diseases یا medical side تک ہی محدود رکھنا مناسب نہیں ہو گا کیونکہ جو TV footage اور جو عینی شاہدوں کی reports مل رہی ہیں ان کے مطابق ابھی تک لوگوں کے گھروں میں تین سے چار فٹ تک پانی موجود ہے۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ وہاں پر district governments موجود ہیں' صوبائی حکومت موجود ہے اور صوبائی حکومت نے کہا ہے کہ ہم نے پتا نہیں کتنے کروڑ کا فنڈ دے دیا ہے لیکن ابھی تک وہاں پر پانی جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے بالکل صحیح کہا کہ وہاں پر پانی اتنا stagnant کر گیا ہے کہ اس کو fungus لگ گئی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس صورتحال سے نہ صرف حیدرآباد affect ہوا ہے بلکہ ٹنڈو محمد خان' بدین اور ٹھٹھہ affected ہیں۔ یہ تمام affected areas ہیں تو میں آپ سے یہ request کروں گا کیونکہ ہمیں یہ پتا نہیں کہ House کے دن چلے گا لیکن آپ سے میری request ہے کہ جب آج House ختم ہو تو آپ مہربانی فرما کر خود Chief Minister سے فون پر بات کریں اور اس سے ایک report لیں کہ حیدرآباد ڈویژن کی صورتحال کیا ہے اور کل جب House convene ہو تو آپ House کو confidence میں لیں اور یہ بتائیں کہ Chief Minister نے آپ کو کیا بتایا ہے۔ حیدرآباد اور interior Sindh کی کیا صورت حال ہے اور حکومت اس ضمن میں کیا اقدامات اٹھا رہی ہے۔ میں آپ سے یہ request کرونگا کہ مہربانی فرما کر یہ بیڑہ خود اٹھائیں اور آج شام

Chief Minister سے بات کر کے پھر صبح House کو مہربانی فرما کرمطلع کریں گے تو we would be very grateful to you sir.

دوسری بات آپ کے توسط سے میں Election Commission کو کہنا چاہتا ہوں کہ 30 ستمبر cut off date ہے registration of votes کی لیکن موجودہ صورتحال جو interior Sindh اور بالخصوص حیدرآباد ڈویژن میں چل رہی ہے اس میں یہ ممکن ہی نہیں کہ 30th September تک تمام لوگ اپنے ووٹ رجسٹر کرا سکیں لہذا آپ کے ذریعے میری Chief Election Commissioner سے استدعا ہے کہ اس date کو بڑھایا جائے اور آپ مہربانی فرما کر ہمارے behalf پہ Chief Election Commissioner سے بھی بات کریں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، شکریہ۔ آپ کا concern بالکل genuine ہے and it is a very constructive suggestion.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب والا! میں نے ایک گزارش کرنی ہے کہ Election Commission of Pakistan is concerned with the Parliamentary Affairs Ministry. We have to legislate for them It is our duty to ask him that this is the situation in the Senate and it has been discussed.

اور مجھے لکھ کر بھیجنا پڑے گا۔

میں کل فوراً انشاء اللہ Chief Election Commissioner کو ساری situation لکھ کر، how to extend the period for the registration of votes particularly in Hyderabad Division تو لکھ کر بھجوا دوں گا اور انشاء اللہ وہ کر دیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، میرے خیال میں حیدر آباد ہی نہیں، سارے پاکستان کو ہی cover کریں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، سارے پاکستان میں تو یہ نہیں ہوا ہے۔ یہاں یہ ہوا ہے۔ سندھ میں جہاں پر جو affected areas ہیں اور جن کو آفت زدہ قرار دیا گیا ہو گا، اس میں جو schedule دیا گیا ہے conveniently, they would be able to do that because

تو اسے bypass کرنے کے لیے انہیں reasons چاہیئں ۔ انشاء اللہ امید ہے وہ کرلیں گے ۔ جب بھی مسئلہ اٹھے تو وہ کر لیتے ہیں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی وڑائچ صاحب! آپ صحافیوں کے بارے میں ---

(مداخلت)

QUESTIONS AND ANSWERS

جناب قائم مقام چیئرمین، وہ گئے ہیں ۔ بھائی گئے ہیں ۔ کامل آغا صاحب' بابر اعوان صاحب اور وڑائچ صاحب اسی سلسلے میں گئے ہیں ۔ وڑائچ صاحب بھی مدد کرنے جا رہے ہیں۔

We will take up now Q.No.24.

24. ***Mr. Muhammad Talha Mahmood: (Notice received on 22-08-2006 at 13:30 p.m.)**

Will the Minister for Food, Agriculture and Livestock be pleased to state:

(a) whether the meat production of various kind in the country is sufficient to meet the requirements of the country, if not, the steps being taken by the Government in this regard; and

(b) whether any meat was imported during the last one year, if so, its quantity indicating also the names of countries from which the same was imported?

Mr. Sikandar Hayat Khan Bosan: (a) The population growth, increased per capita income, urbanization and shift of consumers to beef and mutton due to bird flue are some of the factors for increased requirements of meat.

Meat (*i.e* beef, mutton, Poultry, meat) produced in the country is barely meeting the requirements. Thus in order to improve supply situation of meat, Govt. has taken short and long term measures: Followings are the short term measures:—

(i) In order to improve supply situation of meat in the country export of livestock is suspended and duty free import of livestock and halal meat is allowed;

(ii) Animal quarantine fee to the tune of Rs. 100/animal and test fee Rs. 75/animal is waived off.

(iii) Encouraged importer of meat to open their sales outlets. MIS Zeenith Associates and Ummer Hamza Associates have initially opened outlets in Lahore.

2. Government has taken number of long term initiatives to improve and increase the production of meat in the country. Few are as under:—

(i) Promoting breed improvement program, encouraged import of high yielding animal breeds and their semen for cross breeding to improve the genetic potentials of indigenous stocks;

(ii) Promoting cultivation of high yielding varieties of fodder crops; usage of agro Industrial by products- / wastes (e.g molasses) as feed for livestock farming.

(iii) Improving / modernized laboratory facilities to diagnose treat and control livestock diseases of trade and economic importance. Started mobile animal health service to expand and Improve veterinary health coverage;

(iv) Micro credit schemes have been initiated through commercial banks (Zari Taraqiati Bank, Punjab Cooperative Bank and Punjab Small Industries Corporation) for small livestock farmers to encourage livestock farming;

(v) Two private sector led companies namely "Livestock and Dairy Development Board" and "Pakistan Dairy Development Company" have been established to increase the pace of development in livestock sector. Pakistan Dairy Development Company has invited applications through press for the establishment of chilling milk tanks and model livestock farms.

3. Following Developmental projects are under implementation:—

1. Strengthening of Livestock Services Project (Euro 25.942 million).
2. Prime Minister's Special Initiative for Livestock (Rs. 1.69 billion).
3. Livestock Production and Development for Meat Production (Rs. 1.520 billion).
4. Milk Collection Processing and Dairy Production and Development Program (Cost of Rs.1588.30 million).
5. Strengthen the Surveillance and Emergency Preparedness for Avian influenza (Rs. 40 million).

Poultry

(i) Govt. has allocated Rs. 1. billion In order to revitalize the poultry.

(ii) In order to mitigate the losses due to Bird flu, a sum of Rs. 100 million have been disbursed to Provincial Livestock departments for compensation to the farmers affected with Bird flu and to handle bird flu outbreaks.

(iii) A central laboratory at National Agricultural Research Centre, Islamabad and 12 laboratories in different poultry concentrated areas have been established/equipped for surveillance/diagnosis of bird flu.

(iv) Import of Incubators, brooders and other poultry equipments, poultry vaccines, feed additives, coocidiostat used in poultry feed manufacturing has been allowed at zero percent custom duty.

(v) In order to give market oriented stimulus to the poultry sector, Govt. has announced export poultry zones in poultry intensive areas of Karachi, Faisalabad and Hazara.

(b) According to data collected from Animal Quarantine Department, 10155 tons of beef, 168 tons of mutton (Total meat 10323 tons) and 3930 live animals (sheep/goats) have been imported during the last one year *i.e.* July 2005 July 2006. The meat is imported from China, Australia and India. However, the bulk of meat is imported from India.

Mr. Acting Chairman: Any supplementary question?

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ ، یہ جناب عالی Minister for Food and Agriculture سے پوچھا گیا تھا۔ سوال تو چھوٹا تھا لیکن اس کا جواب اتنا لمبا دیا گیا ہے کہ جواب میں جواب ڈھونڈنا مشکل ہے ۔ جس چیز پر میں جناب کی توجہ چاہتا ہوں اور منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ

at page 3, a central laboratory at National Agricultural Research Centre, Islamabad and 12 laboratories in different poultry concentrated areas have been established/equipped for surveillance/diagnosis of bird flue.

اگر اسلام آباد کی کسی مرغی کو bird flu ہوا' بڑے لوگوں کا شہر ہے یہاں وہ diagnose بھی ہو گیا لیکن اگر میرے گاؤں میں آپ کے گاؤں میں' لیاقت بنگزئی کے گاؤں میں' مکران میں کسی کو Bird flu ہو گیا تو اس کے لیے سرکار وقت کے پاس کیا مداوا ہے۔ کیا اس کی طرف بھی کوئی توجہ ہے یا نہیں؟

جناب قائم مقام چیئرمین، ٹھیک ہے۔ تشریف رکھیے۔ جی بوسن صاحب۔

جناب سکندر حیات خان بوسن (وزیر خوراک' زراعت و لائیوسٹاک)، جو laboratories ہیں یہ ابھی ہم نے بنائی ہیں اور خاص طور پر اسلام آباد کی laboratory کافی بہتر laboratory ہے جو کہ internationally recognized بھی ہے۔ Bird flu کے حوالے سے جو علاقہ جات تھے وہ صرف NWFP اور اس کے علاوہ اسلام آباد کے ساتھ کچھ علاقے تھے۔ شکر الحمد للہ کہ ان علاقوں میں نہیں ہوئے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔ باقی پاکستان کے جو علاقہ جات ہیں وہاں پر ایسی بیماری نہ ہو لیکن definitely Government کا focus ہے اور اس پر انشاء اللہ تعالیٰ ہم کام کر رہے ہیں۔ جہاں بھی ہمیں کسی قسم کی کوئی اطلاع ملے گی' definitely ہم اس پر پورا action لیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، کب تک دوسرے Provincial Headquarters میں کھولی جائیں گی' operational کی جائیں گی؟

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، کب تک ہو گا؟ یہ House کو assure کرایا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، بوسن صاحب۔

جناب سکندر حیات خان بوسن، Definitely sir, باقی جتنے بھی صوبے ہیں ان میں کھل جائیں گی۔ Exact date اس وقت دینے کی position میں نہیں ہوں لیکن honourable Senator کو جو یہ information چاہ رہے ہیں وہ information میں ان تک پہنچا دوں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، وہ خود پہنچا دیں گے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، ۲۰۰۶ء میں ہو جائے تو مہربانی ہو گی ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ، ہاں یہ کوشش ہو گی ۔ نائیک صاحب supplementary please.

سینیٹر فاروق حامد نائیک ، میرا منسٹر صاحب سے supplementary question ہے کہ انہوں نے Number 1 کے اندر یہ جواب دیا ہے

in order to improve supply situation of meat in the country export of livestock is suspended and duty free import of livestock and *halal* meat is allowed. I have two questions with regard to this.

پہلا یہ ہے کہ کب سے suspend کیا گیا ہے؟

Number two is; how it is guaranteed that halal meat is being imported in the country. This is very important, the import of the *halal* meat for Muslims of this country.

جناب سکندر حیات خان بوسن ، جناب ! جہاں تک live animals کی بات ہے' جب سے جناب شوکت عزیز Prime Minister بنے ہیں' اس وقت سے لے کر آج تک کوئی بھی export of live animals کا کسی قسم کا کوئی order جاری نہیں کیا گیا۔ This is on record. اور جہاں تک حلال گوشت کی بات ہے تو اس کے لئے quarantine کا ایک department ہے جوکہ اس کو monitor کرتا ہے اور اس کو ensure کیا جاتا ہے کہ یہ حلال گوشت ہو۔

Mr. Acting Chairman: Thank you.

Senator Farooq Hamid Naek: Who gives guarantee that this is the *halal* meat which has been imported in the country? What is the proof of that?

جناب قائم مقام چیئرمین ، وہ ذرا بتا دیں کہ جس ملک سے آپ import کرتے ہیں

اس ملک میں آپ کا کونسا ادارہ ہے جو check کرتا ہے۔

جناب سکندر حیات خان بوسن، جناب چیئرمین! quarantine والے check کرتے ہیں کہ یہ کس ملک سے آ رہا ہے اور کس source سے آ رہا ہے؟ یہ صرف پاکستان کا مسئلہ نہیں ہے۔ آپ کے علم میں ہے کہ باقی جو اسلامی ممالک ہیں خاص طور پر جو middle east ہے وہاں پر کافی گوشت آتا ہے۔ جتنے بھی مسلمان ممالک ہیں وہاں پر یہ ensure کیا جاتا ہے کہ وہاں پر حلال گوشت ہو۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی بھنڈر صاحب۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب والا! جواب کے جز نمبر (1) 3 میں یہ فرمایا گیا ہے کہ strengthening of Livestock Services Project (Euro 25.942 millions). کیا یہ foreign funded project ہے؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شاید باہر سے کوئی funded project ہے یا کوئی grant ہے۔ ان کی تفصیلات کیا ہیں؟

جناب قائم مقام چیئرمین، جی بوسن صاحب۔

جناب سکندر حیات خان بوسن، جناب چیئرمین! یہ یورپین یونین کا ایک پراجیکٹ ہے۔ جناب! آپ کے علم میں ہے کہ Livestock basically provincial subject ہے۔ یہ پیسہ بنیادی طور پر اس ادارے کی strengthening پر خرچ کیا جاتا ہے۔ معزز سینیٹر کو اگر تفصیل چاہیے تو میں ان کو فراہم کر سکتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، بالکل آپ تفصیل دے دیں کہ بلوچستان میں بکریاں پہنچ گئی ہیں۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب والا! یہ strengthening ہی رہے گی جب تک یہ پتا نہ چلے کہ کیا strength دے رہے ہیں؟

جناب قائم مقام چیئرمین، یہ انگریزی کی مار ہے۔ عملاً تو پتا ہے کہ ان چیزوں پر وقت لگتا ہے۔ جی میمن صاحب۔

سینیٹر نثار اے میمن، جناب چیئرمین! ہم بات کر رہے تھے کہ سندھ میں بارشوں اور

سیلاب کے بعد جو حالات ہوئے ہیں۔ میں support کرتا ہوں جو باتیں ہوئی ہیں۔ صرف ایک بات ان میں add کرنا چاہوں گا کہ فیڈرل گورنمنٹ کو چاہیے کہ سندھ حکومت سے یہ پوچھے کہ اگر ان کو فیڈرل گورنمنٹ کی کوئی ضرورت ہے تو ان کو بتایا جائے۔ میں وزیر موصوف کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اور Prime Minister نے Livestock کے لیے جو special initiative لیا تھا اس میں اس ساری achievement کا ذکر کیا ہے۔ میرا ان سے سوال یہ ہے کہ یہ جو بارشیں ہوئی ہیں اور سیلاب آئے ہیں اس کے نتیجے میں انہوں نے کیا اقدامات کیے ہیں تاکہ مویشیوں کی صورتحال healthy رہے اور اس کی وجہ سے عوام پر جو اثر پڑے گا جو کہ غریب لوگ ہیں، ان کو بیماری سے بچانے کے لیے کیا اقدامات انہوں نے پہلے سے کیے ہوئے ہیں؟

جناب قائم مقام چیئرمین، جی بتائیں جو اقدامات آپ نے کیے ہیں؟

جناب سکندر حیات خان بوسن، جناب چیئرمین! جیساکہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ صوبائی حکومت Livestock کی look after کرتی ہے اور provincial government سے ہم رابطے میں ہیں۔ جس طرح یہاں پر health کی بات کی گئی۔ Agriculture کے حوالے سے اور Livestock کے حوالے سے بھی ہم نے ان سے رپورٹ مانگی ہے اور جو جو نقصانات جہاں جہاں پر ہوئے ہیں۔ جہاں تک بات ہے کہ فوری اقدامات کیے جائیں تو اس کے لیے ہم سندھ حکومت کے ساتھ رابطے میں ہیں اور ہم نے ان سے کہا ہے کہ اگر ان کو کسی قسم کی assistance کی ضرورت ہے تو ہم یقینی طور پر ان کی help کریں گے۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. Memon sahib, could you see me after the session کہ ہم ان چیزوں پر حکومت سندھ کے ساتھ بات کریں۔ بی بی یاسمین شاہ بھی ہیں۔ Bibi Yasmeen Shah, please be alert. تاکہ ہم ان کے ساتھ vaccination کے لیے بات کریں کیونکہ یہ انسانوں کے ساتھ ساتھ حیوانات کے لیے بھی ضروری ہے۔ Question No. 25, Talha Mehmood Sahib

25. ***Mr. Muhammad Talha Mahmood:** (Notice received on 22-08-2006 at 13:30 p.m.)

Will the Minister for Food, Agriculture and Livestock be pleased to state:

(a) *the estimated loss suffered by poultry industry in the country due to bird flue during the last one year; and*

(b) *the steps being taken by the Government to protect livestock from bird flue?*

Mr. Sikandar Hayat Khan Bosan: (a) (i) No economic study is available to ascertain exact losses.

(ii) As per our record about 0.2 million poultry birds were culled after confirmation of H5 infection. The approximate cost of the culled birds is Rs. 30 millions. Out of which 23 millions are being paid to the farmers by the Federal Government as compensation @ 75% of the total cost.

(iii) As per reports of Experts and Poultry Industry the tentative loss to the Poultry Industry could possibly be between 8 billion and 10 billion.

(b) MinFAL in collaboration with Provincial Governments, Azad Jammu & Kashmir and Northern Area has been actively carrying out surveillance for the last 2 years. This work was initially supported by FAO on MinFAL request. An early and timely detection of H5 infection in Charsada and Abbottabad and Islamabad was possible due to this activity. Keeping in view the chances of spread of H5 infection in the country following actions have been taken:

— MinFAL has banned import of poultry, poultry products and live birds from all Infected countries including India and Iran.

— A Network of 12 satellite laboratories connected with National Reference Laboratory for Avian Influenza at National Agricultural Research Center, Islamabad has been established and strengthened in terms of equipment and capacity building.

— Twelve satellite laboratories in areas of poultry concentration in all 4 provinces were established.

— Awareness workshop and training programmes for 190 veterinarians and 515 poultry farmers have been carried out. Moreover, the awareness and education programmes for masses were launched on print and electronic media.

— Rapid response teams were nominated by provinces and were equipped with necessary gears, protective clothing and disinfectants to handle outbreaks.

— An Emergency preparedness plan was formulated and shared with the provinces.

— MinFAL approved a project of Rs. 39.85 millions for the control of Avian Influenza which is currently being executed.

— An inter-ministerial committee comprising MinFAL and Health met regularly for effective coordination.

— One time permission for import of H5 vaccine from abroad has been granted to four international reputed vaccine manufacturing firms to follow the strategic vaccination policy for the control of AI complemented by other measures.

— The Prime Minister has approved release of Rs. 100 millions for handling the situation. Rs. 11 million each to Poultry Vaccine Production Center, Karachi and Veterinary Research Institute, Lahore have been allocated for Avian Flu Vaccine production in the country to cater the local demand of H5 vaccine. Rest of the amount has been transferred to the Provincial Livestock Departments including ICT, Northern Areas and AJ&K for compensation to the farmers in the event of culling of their birds and effective outbreak handling. Rs. 50 millions have also been approved by the Prime Minister being released to Islamabad Capital Territory and other units for compensation to the farmers for culling of infected poultry and to equip the rapid response teams in the event of any AI outbreak.

— Rs. 1 billion has also been allocated in the current financial year for the control of Avian Influenza all over the country. The plan and strategy is being made for the proper utilization of the allocated money.

— The World Bank in collaboration with other donors has launched an appraisal mission during May, 2006 to develop comprehensive project proposals for control of Avian Influenza in Pakistan. The second mission in this regard is expected to arrive during last week of September, 2006 to finalize the Avian Influenza Control Programme.

— Three Avian Influenza National Experts have already been hired for the preparation of National Integrated Plan for control of Avian Influenza based on the report of World Bank Mission.

— The current policy for AI outbreak handling is outline below:—

(i) Detection of AI H5 infection and immediate culling of birds of the infected farms vice compensation to the farmers.

(ii) Sero-monitoring of all poultry farms in 10 kilometer radius around the affected notified poultry farms.

(iii) Internationally accepted Ring Vaccination Policy in three kilo meter radius around the affected notified poultry farms.

(iv) Deep Burial of culled birds.

(v) Disinfection and decontamination of the affected poultry farms.

(vi) Restricted movement in and out of the affected poultry farms.

Mr. Acting Chairman: Supplementary question.

سینیٹر محمد طلحہ محمود آریان، جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے جواب میں فرمایا ہے کہ پولٹری کے لیے 12 satellite laboratories قائم کی گئی ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ لیبارٹریاں کہاں کہاں قائم کی گئی ہیں اور ان میں پولٹری کی کن کن بیماریوں کے ٹیسٹ کی سہولیات میسر ہیں؟

جناب قائم مقام چیئرمین، طلحہ صاحب! یہ سوال cross کر گیا ہے اب اگلے question 25 پر آجائیں۔اس پر ہو چکا ہے۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود آریان۔ Sir یہ ۲۵ پر ہی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، ۲۵ پر تو وہ loss suffered by poultry industry in the country due to bird flu during the last one year: اور اس کا B part ہے the steps being taken by the Government to protect livestock from bird flu? آپ کی غیر موجودگی میں وہ ڈھیر سارے supplementary سوالات آگئے تھے۔

جناب سکندر حیات خان بوسن، پولٹری فارم کی بات کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی جی' پولٹری انڈسٹری سوال نمبر ۲۵ ۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود آریان ، اس میں bird flu اور poultry کی دوسری بیماریوں سے بچاؤ کی vaccine اور دوسری دوائیاں پچھلے ایک سال کے دوران کتنی مالیت کی اور کن کن ممالک سے درآمد کی گئی ہیں۔ یہ میرا سوال ہے۔

جناب سکندر حیات خان بوسن ، Sir, exactly یہ جو specific کتنی ہیں اور کہاں سے ، یہ تو ایک علیحدہ سوال بنتا ہے۔ مجھ سے انہوں نے جو سوال کیا ہے ایک تو financial loss کے متعلق انہوں نے پوچھا ہے اور دوسرا steps taken by the Government to combat the situation. یہ علیحدہ سے سوال دے دیں۔ میں انشاء اللہ ان کو ساری information دے دوں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین ، بوسن صاحب! ان کا سوال یہ ہے کہ estimated loss پولٹری انڈسٹری کو کتنا ہوا ۔ اندازاً آپ کے پاس جو رپورٹیں ہیں۔

جناب سکندر حیات خان بوسن ، Sir, exactly تو eight سے ten billion تک ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین ، Eight سے ten billion آٹھ سے دس ارب روپے پولٹری انڈسٹری کو نقصان ہوا ہے ۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود آریان ، جناب! میرا ایک اور چھوٹا سا سوال ہے کہ کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ پولٹری فارموں کو آبادی سے دور منتقل کرنے کی کوئی تجویز ہے تاکہ لوگوں کو پولٹری سے پھیلنے والی بیماریوں سے بچایا جا سکے۔

جناب سکندر حیات خان بوسن ، پہلے تو definitely ایسی تجویز تھی۔ پولٹری کا بزنس اور population بڑھنے کے ساتھ ساتھ ایسے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ ابھی ہم نے نئی پولٹری پالیسی شروع کروائی ہے اور اس میں تمام stake holders سے ہم یہ کر رہے ہیں اور ہم عنقریب اس پالیسی کا اعلان کریں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین ، اندازاً کب تک implement کر لیں گے۔

جناب سکندر حیات خان بوسن ، یہ I think within one month انشاء اللہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، ایک ماہ کے اندر انشاء اللہ نئی پالیسی implement کریں گے جس میں آپ کے سوال کا جواب آجائے گا۔جی رضا صاحب۔

سینیٹر رضا محمد رضا، اس کا جواب یہ ہے کہ economic study ہم نے کوئی نہیں کی ہے کہ تاوان کیا ہے ۔ Experts نے کہا ہے کہ آٹھ دس لاکھ روپے---

جناب قائم مقام چیئرمین، آٹھ دس ارب روپے ۔

سینیٹر رضا محمد رضا، محکموں کے experts کا کہنا ہے کہ ہم نے کوئی study نہیں کی ہے ۔جناب اصل میں یہ ہوا تھا چارسدہ ' ایبٹ آباد اور اسلام آباد میں۔ یہاں پر جو قائم انڈسٹری تھی اجارہ دار عناصر نے اس کو تباہ کرنے کے لیے ایک شور مچایا اور یہ خود کہتے ہیں کہ دو لاکھ bird مرے تھے لیکن اس کے نتیجے میں اس تمام انڈسٹری کو چارسدہ ' ایبٹ آباد اور اسلام آباد میں تباہ کیا اور یہ کہتے ہیں کہ ہم نے تیس لاکھ روپے relief کے لیے تقسیم کیے ہیں۔ تو میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ انڈسٹری کے جو اجارہ دار عناصر ہیں ان کی اس صنعت کو تباہ کرنے کی کوئی سازش تو نہیں تھی۔

دوسرا میرا سوال یہ ہے، کہ relief کے لیے تیس ملین دیے ہیں۔وہ آپ نے کس کو دیئے ہیں کن علاقوں میں۔ آپ بتائیں وہ کہاں ہیں--

جناب قائم مقام چیئرمین ،بوسن صاحب !supplementary یہ ہے کہ بیچ میں کسی کے مفادات کے تحت تو نہیں ہوا اور دوسرا یہ relief کس کو دیا ہے۔

جناب سکندر حیات خان بوسن، جناب! یہ دو لاکھ birds کی culling ہوئی تھی اس کی جو compensation ہے وہ ہم نے provincial government کو پیسے دیے اور جو اب تک کی reports ہیں وہ یہ ہیں کہ NWFP کی گورنمنٹ نے تمام پیسے دے دیئے ہیں اور اس کے علاوہ ---

جناب قائم مقام چیئرمین، وہ رقم پوچھنا چاہتے ہیں۔ہمارے پاس جو پختون ہیں وہ پائی پائی کا حساب رکھتے ہیں۔

جناب سکندر حیات خان بوسن، میں بتا رہا ہوں کہ صرف دو provinces ایک

پنجاب اور فرنٹیئر ' اس وقت NWFP کی جو رپورٹ ہے' انہوں نے ان farms میں distribute کر دیا ہے ---

سینیٹر رضا محمد رضا: رقم بتا دیں کہ وہ کتنی ہے؟

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ بتا دیتے ہیں رضا 'پوچھیں توسہی مرغی بھاگی نہیں جا رہی ہے۔

جناب سکندر حیات خان بوسن: پنجاب والوں نے سارا سروے وغیرہ مکمل کر لیا ہے ۔ان کی اطلاعات یہ ہیں کہ وہ ابھی رقم ادا کرنے والے ہیں۔دوسری بات میں یہ کرنا چاہ رہا ہوں کہ چونکہ اتنا سارا نقصان اتنا سارا loss جو ہے اس میں ایک بلین روپے کا ایک فنڈ گورنمنٹ پاکستان نے مختص کیا ہے۔

Mr. Acting Chairman: One billion rupees.

جناب سکندر حیات خان بوسن: اس میں ہم نے یہ کیا ہے کہ جو چھوٹے farmers ہیں' یہ جو پالیسی میں نے ابھی آپ کو بتائی ہے پولٹری کے متعلق جو کہ ایک مہینے میں announce ہو جائے گی اس میں جو آدھی رقم ہے وہ small farmers کو ہم دیں گے۔ جو بینک سے loan لیں گے اس کا جو interest ہوگا وہ Government of Pakistan pay کرے گی۔ یہ بھی ایک تجویز ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے۔ طلحہ صاحب۔ ان کا سوال ہے' وہ mover ہیں۔ ملکیت ان کی ہے پھر وہ جس کو شریک کریں۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود آریان: جناب والا! انہوں نے پولٹری کے حوالے سے کہا کہ ایک مہینے تک وہ پالیسی لے کر آرہے ہیں ۔ چک شہزاد میں جو farm houses ہیں وہاں بہت بری حالت ہے وہاں پر بیٹھنا مشکل ہوجاتا ہے ۔ کیا اس کے لئے انہوں نے کچھ سوچا ہے۔ وہاں پر بے انتہا پولٹری کی وجہ سے تباہی مچی ہوئی ہے۔

جناب سکندر حیات خان بوسن: جناب چیئرمین! تمام stake holders کے ساتھ مل کر پولٹری فارم کے farmers کے ساتھ اور باقی جتنے ہیں ان کے ساتھ مل کر مشاورت کی ہے

اور تمام جو stake holders ہیں ان کی جو رائے ہو گی اس کے مطابق انشاء اللہ کریں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، ٹھیک ہے جی۔ الیاس بلور صاحب آپ کا supplementary تھا۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، جناب! یہ جو ان کو آشوب چشم ہے سب سے بڑی ذمہ داری ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے وزیرصحت نصیر خان صاحب کی ہے۔ ان کو چاہیے کہ سب سے پہلے ان کا علاج کریں۔یہ تو بڑی عجیب سی بات ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، اچھا! آپ کا کہنا یہ ہے کہ آشوب چشم سب سے پہلے وزیرصحت کو ہو گی۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، جناب! یہ وزیرصحت کا قصور ہے اور کسی کا نہیں ہے۔ میری ایک request ہے۔ میں اپنے بھائی بوسن صاحب سے یہ request کرتا ہوں کہ Frontier میں جو پیسے تقسیم ہوئے ہیں اگر یہ اس کی تفصیل منگوا کر ایوان میں circulate کردیں یا بتا دیں تو میں بہت مشکور ہوں گا۔

Mr. Sikandar Hayat Khan Bosan: I will do that definitely.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. We move on to the next question No.26. Talha Mehmood Sahib.

26. ***Mr. Muhammad Talha Mahmood:** (Notice received on 22-08-2006 at 13:30 p.m.)

Will the Minister for Food, Agriculture and Livestock be pleased to state:

(a) the percentage of increase in prices of various food items in the country during the last two years; and

(b). the steps being taken by the Government to control these prices?

Mr. Sikandar Hayat Khan Bosan: (a) The National average prices of food items during last two years *i.e.* 2004-05 and 2005-06 and percent increase/ decrease in the prices during 2005-06 over 2004-05 are as under:—

National Average Prices of Various Food Items (Its. Per Kg)

	2004-05	2005-06	% Increase/ Decrease in 2005-06 over 2004-05
Ghee	59.60	58.92	(-) 1.1
Sugar	22.2	31.5	(+) 29.5
Wheat Flour	12.4	12.6	(+) 1.6
Gram	25.0	26.6	(+) 6.0
Mung	25.5	41.8	(+) 39.0
Mash	30.6	48.3	(+) 36.7

(b) Government has taken the following steps to control the prices of these food items:—

1. Currently ban is imposed on export of wheat to ensure supply to the common man on affordable price.

2. Allowed import of raw and refined sugar in private sector as well as TCP to check escalation of sugar price.

3. Arranged supply of sugar through Utility Stores at subsidized rates.

4. Supply of ghee at Utility Store Corporation of' Pakistan (USC).

5. For import substitution of edible oil, Palm oil and Olive plantation is being encouraged. Other oil seed crops like Canola and Sunflower have been focused further to increase local production.

6. Free movement of agriculture commodities including wheat has been allowed across provincial and National frontiers. A credit line was set-up for private sector for building of storage and commodity procurement.

7. Government decided to allow import of wheat and wheat flour by the private sector according to the specifications prescribed by the Ministry of Food, Agriculture and Livestock and 816 thousand tons wheat has arrived at Karachi.

8. Support price of wheat for 2005-06 crop was raised from Rs. 400/- to 415/40 Kg. In a recent move Government has imposed 10% regulatory duty on wheat import to Pakistan. This measure will discourage wheat imports and prompt the private sector to buy indigenous wheat ensuring better return to the wheat growers for their produce.

Based on quantity to be imported, the import price (C&F) and incidentals for TCP & USC including Private Sector demanded subsidy on each pulse is as under;

	Rs. Million
Gram	1225.00
Mung	78.04
Mash	72.25
Total	**1375.29**

12. To encourage the farmers the Government has set an intervention price for gram, mung and mash at Rs. 750, 1200 and 1300 per 40 kg. PASSCO will be the procurement agency.

13. MINFAL to evolve strategy for increase in production and yield of pulses through provision of certified seed and other agronomy and extension measures.

Mr. Acting Chairman: Any supplementary.

سینیٹر محمد طلحہ محمود آریان، سوال نمبر ۲۶ ہے جی۔ انہوں نے جواب میں بتایا ہے کہ نجی شعبے کو گندم کی درآمد کی اجازت دی گئی تھی اور 816000 ٹن گندم کراچی پہنچ چکی ہے۔ کیا وزیر صاحب یہ بتائیں گے کہ یہ گندم کس فرم یا کمپنی نے درآمد کی ہے اور یہ کن ممالک سے منگوائی جا رہی ہے۔

جناب سکندر حیات خان بوسن، جناب والا! یہ جو گندم منگوائی گئی ہے یہ اس سال کی بات نہیں ہے یہ پچھلے سال کی بات ہے اور یہ پرائیویٹ سیکٹر نے اپنی طرف سے منگوائی تھی جس میں سے کچھ انہوں نے آسٹریلیا سے بھی منگوائی اور باقی ممالک سے بھی منگوائی ہے۔ اگر یہ اس کی تفصیل چاہتے ہیں کہ کونسی کمپنی ہے اور کیسے منگوائی تو وہ میں ان کو provide کردوں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی بالکل ٹھیک ہے۔ کاکڑ صاحب۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب والا! اسی سوال کے ایک حصے میں the percentage of increase in price of various food items ہے۔ اس میں خوفناک منظر کشی ہے۔ اس میں چینی کی قیمت صرف چالیس فیصد بڑھائی گئی ہے۔ دال مونگ کی قیمت صرف تریسٹھ فیصد بڑھائی گئی ہے۔ اس میں دال ماش کی more than 56% قیمت بڑھائی گئی

ہے۔ اب سو روپے کی دال خریدنے والا غریب ایک سو چھپن روپے رکھے تو پھر دال کو ہاتھ لگائے۔ دوسری دال کے لئے سو کی بجائے ایک سو تریسٹھ روپے رکھے تو دال کو چکھ سکتا ہے۔ اب اس کا کیا علاج ہے جناب والا۔ اور یہ اسی سرکار میں ہوا ہے، پچھلے دو سالوں کی رپورٹ ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی بالکل۔ جی بوسن صاحب۔

جناب سکندر حیات خان بوسن، جناب چیئرمین! پچھلے جو سال گزرے ہیں اس میں دال کے حوالے سے جو production تھی وہ آپ کو بھی پتا ہے کہ پچھلے سال اچھی فصل نہیں ہوئی جس کی وجہ سے یہ سارے مسائل پیدا ہوئے ہیں۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ امید ہے کہ جس طرح کی بارشیں وغیرہ ہو رہی ہیں تو فصل اچھی ہوگی اور یہ ساری supply and demand کی بات ہے اور یہ جو فصل کاشت کی جاتی ہے یہ ان علاقوں میں کی جاتی ہے جہاں نہری پانی نہیں ہوتا۔یہ ایسے علاقہ جات ہوتے ہیں جہاں پر قدرتی بارش کے ساتھ زمین سیراب ہوتی ہے وہاں پر یہ فصل ہوتی ہے تو جس سال اچھی بارشیں ہوں اس سال اچھی فصل ہو جاتی ہے جب بارش نہ ہو تو اچھی فصل نہیں ہوتی ۔ بدقسمتی یہ ہے کہ پچھلا ہمارا جو سیزن چلا تھا وہ بڑا ہی خشک تھا جس کی وجہ سے دالوں کی کمی ہوئی اور اس کی وجہ سے یہ قیمتیں بڑھ گئی ہیں ۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس سال اچھی بارشیں ابھی تک ہو رہی ہیں اور مجھے امید ہے کہ آئندہ یہ مسئلہ نہیں ہوگا۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، یہ جو good luck والا سال ہے اس میں دالوں کی قیمتیں کتنی نیچے جائیں گی، اتنا بتا دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، بارشیں تو ہو رہی ہیں لیکن قیمتوں کے نیچے جانے کا trend تو ہم نے پاکستان میں کم ہی دیکھا ہے۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، جناب چیئرمین، میں معذرت کے ساتھ معزز وزیر صاحب سے disagree کرتا ہوں جو انہوں نے price rise list دی ہے ۔ سب سے پہلے میں ان سے vegetable گھی کی قیمت کے متعلق disagree کرتا ہوں۔ نمبر دو، چینی کی قیمت کے متعلق اور نمبر تین flour کے متعلق۔ ان تینوں items کی دی گئی prices سے میں disagree کرتا ہوں جو وزیر صاحب کو ان کے محکمہ نے دی ہیں۔ یہ بالکل غلط ہیں۔ میں ان کو اور ان کے محکمہ کو

challenge کرتا ہوں' وہ آ جائیں اور میرے ساتھ بیٹھ کر مجھے بتا دیں کہ جو گھی ہے اس کی قیمت اس وقت ساٹھ روپے سے زیادہ ہے۔ انہوں نے انسٹھ روپے قیمت دی ہے جبکہ آج بھی گھی کا نرخ ساٹھ روپے فی کلو گرام سے زیادہ ہے اور جو چینی کا نرخ انہوں نے دیا ہے کہ 29 % بڑھا ہے ' چینی کا نرخ جو 31 روپے بتا رہے ہیں یہ نرخ صرف یوٹیلٹی سٹور پر ہے ' یہ عام مارکیٹ میں نہیں ہے ۔ ان کو محکمہ جو اعداد و شمار دیتا ہے وہ غلط دیتا ہے ۔ میں request کرتا ہوں کہ وزیر صاحب ذرا پتا کر لیا کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، بوسن صاحب! میرا خیال ہے کہ الیاس بلور صاحب کے ساتھ آپ اپنا محکمہ بٹھا دیں۔

جناب سکندر حیات خان بوسن، جناب چیئرمین! بلور صاحب میرے محترم بزرگ ہیں' ان کی بات کو میں کبھی رد نہیں کرتا۔ گزارش یہ ہے کہ اگر وہ اوپر دیکھیں تو 2005-2006 لکھا ہوا ہے ۔ 2005-2006 کی جو average ہے اس کے مطابق بات کی گئی ہے ۔ دوسری بات میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جو گھی کی قیمت کی بات کی گئی ہے اس میں ایسے brands ہیں جو بہت مہنگے ہیں اور ایسے brands بھی ہیں جو کہ سستے ہیں تو یہ اس میں ساری variation ہے جو کہ آ رہی ہے اور 2005-2006 دونوں کو شامل کیا گیا ہے۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، جناب والا! جو گھی کے اچھے brands ہیں ان کی قیمت 65, 66 روپے ہے جو normal brands ہیں' جو غریب آدمی استعمال کرتا ہے وہ ساٹھ روپے سے کم نہیں ہیں۔ جن brands کے متعلق وزیر صاحب فرما رہے ہیں جیسے ڈالڈا' تلو وغیرہ وہ پینسٹھ روپے سے کم نہیں ہیں لیکن یہ جو average ہے آج بھی ساٹھ سے زیادہ ہے اور میں یہ بات 2005-2006 کے متعلق کہہ رہا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، الیاس بلور صاحب نے پہلے ہی پیش کش کی ہے کہ وزیر صاحب کا محکمہ میرے ساتھ بیٹھ جائے اور قیمتوں کا جائزہ لے لیتے ہیں۔ بیگ صاحب۔

Senator Muhammad Enver Baig: Mr. Chairman, I just like to ask the honourable Minister, let us forget the average prices, I just want

to ask him two small questions. One is that what is the prevailing price of sugar at the utility stores which are only 400 throughout the country and what is the price of sugar in the open market?

جناب سکندر حیات خان بوسن، جناب چیئرمین! یوٹیلٹی سٹورز کا تو سب کو پتا ہے کہ وہاں چینی کا نرخ کیا ہے، ساڑھے ستائیس روپے فی کلوگرام کے حساب سے دے رہے ہیں۔ جہاں تک چینی کا تعلق ہے وہ سندھ اور پنجاب کا definitely ایک روپے کا فرق ہوتا ہے اور قدرتی طور پر آج کے حوالے سے آپ بین الاقوامی قیمتیں چینی کی دیکھیں تو پچھلے ایک ہفتے سے کافی نیچے گر گئی ہیں تو اس وقت چینی کی قیمت تقریباً چونتیس، پینتیس روپے average ہے اور اس میں مزید کمی ہو رہی ہے because international prices کم ہو رہی ہیں۔

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, price of sugar is 40 rupees per kilogram in Islamabad. The Minister is making a wrong statement. It is not 35 rupees and in Murree it is 45 rupees.

Mr. Acting Chairman: They have then taken you for a ride.

Senator Muhammad Enver Baig: No. Sir, they are taking everybody for a ride because they have got the patronage of the Government.

Mr. Acting Chairman: Please look into it. Bhinder Sahib.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب والا! میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ چنے، مونگ، مسور اور ماش یہ ایسی دالیں ہیں جو کہ ایک غریب سے غریب آدمی کی ضرورت کی چیزیں ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حکومت ان پر subsidy دے رہی ہے اور وہ subsidy utility stores پر جا رہی ہے۔ یوٹیلٹی سٹورز کا مقصد یہ ہے کہ urban areas کو تو relief مل رہا ہے لیکن غریب آدمی جو دیہات میں بیٹھا ہوا ہے اس کو تو اس سے کوئی relief نہیں ملتا۔ اس کے لیے تو آج بھی دال ماش، مونگ اور چنا کھانی مشکل ہو گئی ہے لیکن اس کے لیے

کیا اقدامات کیے جا رہے ہیں؟

جناب قائم مقام چیئرمین، میں ذرا وزیر موصوف کے نوٹس میں لاؤں گا کہ جس صوبے سے میں تعلق رکھتا ہوں وہاں تو یوٹیلیٹی سٹور نہ ہونے کے برابر ہیں اور جس وزارت کے نیچے یوٹیلیٹی سٹورز آتے ہیں ان کے ساتھ coordinate کریں۔ Rural population is 65% of this country, ان کو focus کریں۔ They need it, they need your help and support. بوسن صاحب! آپ خود بھی rural society کا حصہ ہیں۔ Please concerned Ministry کے ساتھ آپ اس کو tie up کریں اور ان چیزوں پر focus کریں common man کے لیے۔ شکریہ۔

Question No.28, Liaqat Bangulzai sahib.

28. ***Mr. Liaqat A. Bangulzai:** (Notice received on 22-08-2006 at 13:32 p.m.)

Will the Minister for Health be pleased to state:

(a) the reasons for postponement of inaugural ceremony of Sheikh Zayyed Hospital, Quetta; and

(b) the number of persons appointed in the said hospital against the vacancies advertised in the press with province-wise break up?

Mr. Muhammad Nasir Khan: (a) The date for the inaugural ceremony of Sheikh Zayyed Hospital, Quetta has not yet been fixed, hence there is no such thing like postponement of the date.

(b) Fifty-two (52) incumbents against various cadres have been appointed on deputation basis and case of their relieving from their parent departments is under process. Out of these 52 deputationists, 50 incumbents are from Balochistan Province.

Selection against the following posts has also been made for appointment in the hospital:—

(i) Executive Director (BS-20). from Balochistan Province.

(ii) Consultant Physician (Medicine) BS-20. selected against merit quota.

(iii) Consultant Surgeon (Gen. Surgery) BS-20, from Sindh (R).

(iv) Consultant Surgeon (Urology) BS-20, from Punjab.

(v) Consultant Physiotherapist (BS-20), selected against merit quota.

Mr. Acting Chairman: Any supplementary question? Yes, Bangulzai sahib.

سینیٹر لیاقت علی بنگلزئی، شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے اجلاس میں جب ہمارے وزیرصحت نے اسی ہاؤس میں ہمیں یہ خوشخبری سنائی تھی کہ شیخ زید ہسپتال کوئٹہ کی رسم افتتاح کے لئے وہ جولائی کے پہلے ہفتے میں جارہے ہیں، نمبر ایک۔

نمبر دو، جناب چیئرمین! انہوں نے ہم سے یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ جن 678 آسامیوں کو مشتہر کیا گیا ہے ان پر باقاعدہ بھرتی کی جائے گی۔ میں نے ان کی یاد دہانی کے لیے یہ سوال ہاؤس میں raise کیا ہے لیکن مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے

"ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ"

ہمارے وزیر صاحب نے، اپنی ان باتوں کی بھی لاج نہیں رکھی اور آج تک وہاں ----

جناب قائم مقام چیئرمین، سوال یہ ہے کہ انہوں نے جو ہسپتال کھولنا تھا وہ نہیں کھلا۔ اسکی وجوہات بتائی جائیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگلزئی، لیکن وہ تو انکار کر رہے ہیں، وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے یہ کوئی ایسی بات ہی نہیں کی۔ مجھے تو اسی پر افسوس ہو رہا ہے۔ اگر آپ آج بھی ریکارڈ منگوا کر دیکھ لیں، ان کے یہ الفاظ ہوں گے کہ جولائی کے first week میں، میں جا رہا ہوں اور اس کی inauguration ceremony میں۔ دوسری بات جو انہوں نے فرمائی کہ مختلف cadres میں انہوں نے 52 لوگوں کا deputation پر تقرر کیا ہے۔ ٹھیک ہے وہ جتنے بھی deputation پر تقرر کر لیں ہمیں خوشی ہے۔ وہاں physicians, surgeons, اور medicines والے آجائیں گے لیکن میں ان سے یہ سوال کرتا ہوں کہ انہوں نے جو اخبار میں مشتہر کیا تھا اس پر ابھی تک کیوں عملدرآمد نہیں ہوا؟

جناب قائم مقام چیئرمین، جی سوال ہی یہ ہے۔ جی نصیر صاحب۔

جناب محمد نصیر خان، جناب چیئرمین ! جو honourable Senator sahib نے بات کی ہے۔ میں نے کہا تھا' اگر آپ اب سنیں تو میں نے یہ کہا تھا کہ انشاء اللہ ہم کوشش کریں گے in the first week of July or August. پھر میں نے یہ بھی کہا تھا' کیونکہ اس کی background یہ ہے کہ provincial government کو دیا تھا' 1998 میں یہ complete ہوا تھا اور پھر اس وقت جب جمالی صاحب وزیر اعظم تھے تو انہوں نے کہا تھا کہ جی provincial government اصرار کر رہی ہے کہ ہم چلائیں گے۔ لہذا ہم نے کہا کہ آپ ضرور چلائیں' یہ تو بہت اچھی بات ہے لیکن ان سے چلا نہیں تو اس سال ہمیں انہوں نے دیا ہے۔ اب اس میں there was a deficit of funding. میں نے یہاں کہا بھی تھا کہ ہم UAE حکومت سے جنہوں نے یہ ہسپتال بنایا ہے' ان سے بات چیت کریں گے اور constantly, we are in touch with the Ambassador of UAE and also Munir sahib ہیں جو ان کے incharge ہیں وہاں پر۔ آج بھی میں تین بجے ان سے بات کر کے آیا تھا۔ کچھ چیزیں پہنچ گئی ہیں' کچھ they have promised, they will deliver us all the equipment within two to three months. میں نے انہیں کہا تھا کہ اس وقت ویسے بھی ضرورت ہے اور we have recruited the people. اب recruitment میں' for example, انہوں نے کہا تھا کہ جی جو unskilled labour ہے وہ بلوچستان سے ہونی چاہیے اور اس وقت میں نے ایک formula بنایا تھا لیکن we went to the Prime Minister, we said نہیں' maximum ہم کوشش کریں گے۔ لہذا میں جو آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ maximum جو unskilled labour ہے اور جو semi skilled labour ہے' we will take from Balochistan because وہاں سے ان کو employment ملے گی۔

اس وقت جو ہم نے 52 recruitments کی ہیں ان میں سے 50 doctors and consultants, incumbents are from Balochistan either they are in JPMC Karachi or in Lahore,

وہ ہم نے سارا کیا ہے۔ یہاں پر یہ بھی بات کی گئی تھی کہ آپ سب کو یہاں اسلام آباد بلا رہے ہیں interviews کے لیے، تو وہ تو وہاں سے آ نہیں سکتے۔ لہذا میں نے اسی وقت بتایا تھا کہ

اب جب پنجاب most of the interviews are going in provincewise. For example,

میں 24 سے 25 تک کر رہے ہیں اور پھر اکتوبر کے first week میں ہم نے کیا Frontier میں

and then in the second week of October we are recruiting all and final interviews will happen in Balochistan. So, the total people will be recruited.

اس میں صرف میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ funding کی کچھ problem ہے۔ اس میں کچھ ہم نے،

but because the Government of UAE کی funding نے Federal Government had promised تو جتنا equipment ہے وہ fund کر رہے ہیں

and unfortunately, there has been a slight delay because we have to go back, the protocols and signing up and devitalizing the whole agreements in getting the UAE Government and the Ambassador in action. So, it has taken a bit longer but I am sorry

لیکن ہماری کوشش یہی ہے کہ جتنی جلدی شروع ہوجائے اتنا بہتر ہوگا both for the province and for us.

Mr. Acting Chairman: Thank you Nasir Khan sahib. Senator Kulsoom Parveen.

یہ بلوچستان کے لوگ ہیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، دیکھیں آپ کو چالیس روپے چینی اسلام آباد میں ملی

اس لیے آپ worried ہیں۔ They are worried about what is happening in Quetta.

سینیٹر کلثوم پروین، جناب چیئرمین! ہم نصیر خان صاحب کے شکر گزار ہیں کہ

انہوں نے بلوچستان میں شیخ زید ہسپتال کے لیے initiative لیا۔ یہ بڑی achievement ہے کہ بلوچستان میں کوئی اچھا ہسپتال بن رہا ہے۔ جناب نصیر خان صاحب نے اسی floor پر کہا تھا کہ میں جولائی کے پہلے ہفتے میں اس کی opening کردوں گا۔ اب یہ بتا رہے ہیں کہ ان کی لوگوں سے بات چیت ہو رہی ہے۔ کوئی طریقہ کار ہے' اسے طے کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! میرا خیال ہے کہ یہ چیزیں اب چھوڑ دیں' House کو ensure کرائیں کہ آپ کب جا رہے ہیں' کس وقت جا رہے ہیں۔ آپ جیسے ہی اجلاس ختم ہوتا ہے چلیں اور اس کی openingتو کردیں۔ کم از کم بلوچستان کو آپ free zone قرار دیں۔ کبھی آپ کہتے ہیں feasibility report نہیں ہے' کبھی آپ کہتے ہیں کہ میرٹ نہیں ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ میری بات چیت چل رہی ہے۔ کب تک بات چیت چلے گی۔ تین سالوں سے صرف بات چیت چل رہی ہے۔ آپ نے کام کیا ہے' اس کا initiativeلے لیں' افتتاح کر دیں۔ جتنے بھی ہمارے لوگ ہیں ان کو آپ وہاں پر jobs دے دیں۔ کچھ نہ کچھ کریں گے تو لوگ satisfy ہونگے ۔ آج یہ House کو ensure کریں کہ کب جا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی وہ کہتے ہیں کہ آپ initiative لے لیں۔

جناب محمد نصیر خان: جو سینیٹر صاحبہ نے بات کی ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں لیکن --- I did not exactly. میں نے کہا تھا کہ کوشش کریں گے لیکن there was so many other problems.

جناب قائم مقام چیئرمین، کوشش نہ کریں نا۔ کام کر کے دکھائیں۔

جناب محمد نصیر خان، اچھا اچھا۔ ہمارا یہ problem تھا کہ سارا سامان UAE حکومت نے supply کرنا تھا ۔ We had three meetings with the Ambassador اور آج بھی میں نے کی ہے کچھ سامان پہنچ گیا ہے کچھ آ رہا ہے۔ ہسپتال بغیر سامان کے تو چل نہیں سکتا۔ Because they had made a commitment and that is a huge investment وہ کر رہے ہیں ۔ It has lot of money and lot of equipment تو انشاء اللہ but he has promised me today at 3 o' clock.

Mr. Acting Chairman: This is the latest.

جناب محمد نصیر خان ، Latest جو آج تین بجے کی ہے۔ He promised me within two or three days we will supply all equipments اور پھر انشاء اللہ سارے مل کر we will go with the Pirme Minister to open up the hospital.

جناب قائم مقام چیئرمین، جی انور بیگ صاحب۔

Senator Muhammad Enver Baig: Will the honourable Minister inform this House

کہ یہ بلڈنگ کون سے سال میں تیار ہوئی تھی۔

Mr. Acting Chairman: I think it was built in 1998.

سینیٹر محمد انور بیگ ، جناب ! آج کیا ہے 2006, how many years do they need to fulfil the requirements of the people of Balochistan. جناب والا ! یہی مسئلہ ہے - This is the problem that the Federal Government is not taking due consideration for the people of Balochistan.

Mr. Acting Chairman: Thank you for your sentiment.

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, I have not completed, please do not cut me, please I request you, you are from Balochistan, you have to bear me out. What I am asking from the Federal Government.

آٹھ سال اس کے اوپر یہ کیوں بیٹھے رہے ہیں۔ دوسری بات اگر ان کے پاس اتنے پیسے تھے، اگر شیخ زید صاحب نے بلڈنگ کھڑی کر دی ہے، سامان نہیں آیا تو why not the people of Federal Government aware کہ جی بلوچستان کے لوگوں کے پاس health care نہیں ہے۔ Let us put up the machine and make it, inauguration کریں - Soft opening کر دیتے بعد میں inauguration کرتے۔

Why this delay. This is the problem, the people of Balochistan are getting

unnerved. I want an answer from the honourable Minister.

جناب قائم مقام چیئرمین، اسی بات پر آتے ہیں تھوڑی information آ لینے دیں۔ جی میڈم پری گل اسی سلسلے میں آپ بھی add کریں۔ پھر ڈاکٹر مالک has been and بلکہ بلوچستان کے Health department سے بھی کچھ add چاہوں Health Minister also گا۔ کچھ میرے پاس بھی information ہیں۔ if you want it I am always with you.

Mr. Muhammad Enver Baig: I appreciate that.

سینیٹر آغا پری گل، جناب چیئرمین! ایک چیز جب بلوچستان کے بارے میں اچھی ہوتی ہے تو اس کو اچھا کہنا چاہیے۔ بری ہے تو برا کہنا چاہیے۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہ ہاؤس والے کہتے ہیں کہ دس سال پہلے شروع ہوا تھا۔ بالکل مانتے ہیں ہم۔ بلوچستان میں ایک تو اتنے زیادہ problems ہیں کیونکہ جتنے بھی leaders آئے انہوں نے نعرے لگا لگا کے بلوچستان کا بیڑہ غرق کر دیا۔ اسی لیے یہ شیخ زید ہسپتال انہوں نے بنایا مگر دیواریں اوپر کر کے باقی سارا فنڈ غبن۔ اسی زمانے کی بات ہے، یہاں کم ازکم ہم floor پر بات کرتے ہیں تو ریکارڈ پر آ جاتا ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! میں بتا رہی ہوں کہ انہوں نے جتنی بھی building بنائی اتنی بنائی اور باقی پیسے غبن ہو گئے۔ پتا ہی نہیں چلا اور کام وہیں رکا رہا۔ اب یہ جو اتنے سال گزر گئے ہیں یہ اس لیے گزر گئے ہیں کہ وہ جب زمانہ گزر گیا پورے پیسے شیخ زید ہسپتال کے انہوں نے غائب کر دیے۔ اب کچھ سال ہوئے ہیں، میں آپ کو بتاؤں کہ کچھ سالوں سے یہ کام دوبارہ شروع ہوا ہے اور آپ یقین کریں، ہم وزیر صاحب کو برا بھلا تو کہتے ہیں مگر جو بات سچ ہے اسے سچ کہنا چاہیے کہ وزیر صاحب نے بہت زیادہ کوشش کی ہے ان دو تین سالوں میں۔ بندے کو غلط بیانی نہیں کرنی چاہیے۔ اب آپ ویسے ہی کھڑے ہو جائیں کہ Minister تیری ایسی تیسی مگر یہ غلط بات ہے۔ ایسے بولنا نہیں چاہیے اور ان وزیر صاحب نے---

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ نے سب کے دل کے راز کی بات کی ہے پورے ہاؤس میں Ministers کے بارے میں۔

سینیٹر آغا پری گل، نہیں، میں آپ کو سچ بتا رہی ہوں۔ مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں

Minister کی چمچہ گیری کروں۔ جو بات سچ ہے میں کروں گی۔ مگر یہ شیخ زید ہسپتال بلوچستان کے لیے بہت بڑی چیز ہے کیونکہ اکثر ہمارے بلوچستان کے مریض کراچی چلے جاتے ہیں یا راستے میں ہی مرجاتے تھے۔ ہمارے ساتھ تو شروع سے ہی ظلم ہوا ہے۔ اگر ایک یہ اچھی چیز بن گئی ہے تو اللہ کے واسطے اس کو بنانے دیا جائے مگر یہ ہے کہ میں ایک اور request کروں گی کہ جس طرح شیخ زید ہسپتال لاہور کا انتظام ہے اور وہ ہسپتال اتنے اچھے طریقے سے چل رہا ہے تو میں اپنے وزیر صاحب سے request کروں گی کہ بلوچستان میں شیخ زید ہسپتال کو اسی طریقے سے آپ چلائیں اور بہت اچھے سرجن اور جو اچھے top کے ڈاکٹرز ہیں وہ وہاں بھیجیں۔ میں بالکل شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے ---

Mr. Acting Chairman: Thank you.

سینیٹر آغا پری گل، ایک منٹ thank you نہ کریں۔ آپ بھی بلوچستان سے ہیں ذرا غور سے سنیں۔ باون سے پچاس ڈاکٹرز بلوچستان کے ہیں۔ ان کا بہت بہت شکریہ۔ یہ واحد Minister ہیں جنہوں نے بلوچستان کے ساتھ انصاف کیا ہے ورنہ جتنے بھی بلوچستان کے officials ہیں وہ سارے ادھر ادھر چلے جاتے ہیں اور کوئٹہ پر ہو جاتا ہے' کہہ دیتے ہیں کہ جی لگا دیا مگر میں appreciate کروں گی ان وزیر صاحب کو اور ان سے مزید request کرتی ہوں کہ آپ جلدی جلدی سے اس ہسپتال کو شروع کریں تاکہ ہمارے جو problems ہیں وہ حل ہوں۔ اب غریب آدمی جہاز میں تو نہیں جا سکتا۔ ایک اگر Minister بیمار ہوا تو اس کے لیے special جہاز آ گیا۔ چلو اس کو فوراً لے گئے اب جو ایک غریب گاؤں کا مریض ہے بے چارہ وہ accident کے بعد دربدر ہو جاتا ہے' ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے۔ اس کے لیے تو جہاز نہیں ہے وہ تو راستے میں ہی مر جاتا ہے۔ اس لیے میں request کرتی ہوں کہ از راہ مہربانی غریبوں کا خیال کرتے ہوئے فوراً اس کا افتتاح کریں۔ اب تو ہمارے بلوچستان کے حالات ٹھیک ہیں۔ میں آپ کو یہ نہیں کہوں گی' اتنا بڑا حادثہ ہوا وہاں پر۔ کچھ دنوں کے بعد' کیونکہ اب ہم بھی نہیں چاہتے کہ وہاں پر کچھ ہو' کچھ دنوں کے بعد بے شک آپ اچھے طریقے سے اس کا افتتاح کریں اور start کریں۔ شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. Dr. Abdul Malik who is

doctor by profession from Balochistan.

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک، ایک چیز کا میں اضافہ کرتا ہوں۔ اس میں پیسے یو اے ای حکومت نے دیے construction کے لیے اور وہاں construction میں کوئی غبن نہیں ہوا۔ Purchasing of land میں ہوا ہے۔ وہ آپ کو پتا ہے۔ Instrument Government of UAE دے رہی ہے۔ اب Federal Government نے کیا کیا ہے؟ نمبر۱ اور دوسری جو important بات وزیر صاحب نے between the line کہی وہ ہم میں سے کسی کی سمجھ میں نہیں آئی۔ وہ یہ ہے کہ جی ہم نے یہاں کوشش کی کہ جی آپ quota system کو relax کر لیں۔ Quota system جب relax ہوگا تب بلوچستان کے لوگ رکھے جائیں گے۔ Minister Sahib نے کہا کہ ہم نے کیس بھیج دیا ہے۔ پی ایم صاحب نے کہا "نہ" اور وہ "نہ" اس طرح کہا کہ کسی کی سمجھ میں نہیں آیا۔ میں Minister Sahib سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ہماری جو demand تھی کہ quota system relax ہو جس میں بلوچستان کے لوگوں کو نوکریاں ملیں وہ relax ہو گیا ہے یا نہیں۔ صرف ہاں یا نہ میں جواب دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی نصیر خان صاحب۔

جناب محمد نصیر خان، جناب چیئرمین! دو تین چیزیں ہیں۔ سب سے پہلے تو I would just like to clarify جو باتیں کیں honourable Senator Baig Sahib نے that situation. Primarily میں نے کہا تھا جی' انہوں نے categoric سوال پوچھا تھا۔ Actually Senator Baig Sahib is a very good friend of mine. بہت اچھے ہیں' بڑے دھیمے بات کرتے ہیں لیکن جب mike on ہوجاتا ہے تو انہیں کچھ ہو جاتا ہے' غصہ چڑھ جاتا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، حرارت پیدا ہو جاتی ہے ان میں۔

Mr. Muhammad Nasir Khan: But I will tell you the fact that in 1999, this hospital was completed. Primarily, when he came back in the Election, 2003 we went to Balochistan with the honourable Prime Minister

who was from Balochistan, Mr.Jamali.

اس وقت MMA کے وزیر تھے جو آج بھی Provincial Minister ہیں۔ They said کہ
نہیں جی ہم چلانا چاہتے ہیں۔

Mr. Acting Chairman: He has lost his seat.

Mr. Muhammad Nasir Khan: Yes. But he was the Minister. He said that we want to run the hospital ourselves and the Chief Minister decided

کہ ہم provincial government سے خود اس کی funding کریں گے۔

We will complete it and we will run it and so and so and so forth. However for two years they tried and suddenly they came back and the Chairman is well aware of the situation there that we cannot do it. Sir, the Federal Government came back just a shortwhile ago to us basically and then we came back to the Prime Minister

میں نے کہا جی میں نے تو پہلے ہی انہیں offer دی تھی کہ ہم back سے چلیں

because I think it is a little bit easier for the Prime Minister, for us with the International Ambassador here and agencies to talk to the governments in the four provinces. Then they came back to us and we then again revitalized the whole thing. The hospital is just a structure. In fact, Mr. Chairman, the structure is coming down because it has been there for so many years without any maintenance. The structure is coming down, the plaster is coming down and there are certain problems for which they went and visited there. So, we have to do civil work again also. So, the civil work has been started. Sir, becasue the Government of

UAE had committed that they would fund all the equipment and the honourable Senator knows also the cost of equipment. They said we will fund it fully. So, we keep them on the word. Now they have already ordered the equipment and in fact if the honourable Senator desires we can go and see the UAE Embassy together and they promised us early. Then they said, no. Give us more time. I promised the thing on their behalf that the equipment will arrive in March-April. However, it was delayed. That is why unfortunately, this delayed. My aim and endeavour is that we start the hospital as early as possible. Because the province needs it and everybody needs it. I think with a heavy heart I don't want to criticise the honourable Senator. But saying that Balochistan, the Federal Government is honestly..., it is not the case. Balochistan is our country..

یہ ہمارا ملک ہے۔ ہم سب ایک ہیں۔ میں نے تو ہمیشہ کہا ہے میں نے کبھی اپوزیشن اور گورنمنٹ میں differences نہیں رکھے - چاہے یہاں کا ایم این اے ہو یا وہاں کا - میں نے کہا ہمارا دین ایک ہے ' ہماری کتاب ایک ہے' ہمارا رسول صلعم ایک ہے ' میں نے کبھی کوئی ایسی بات نہیں کی کہ اپوزیشن کو یا کسی کو دکھ پہنچے۔ میں تو اپوزیشن کا زیادہ کام کرتا ہوں تاکہ ان کو feel نہ ہو

and I have never ever shown any difference. I don't believe in the differences of any provinces. So, it is not out of the question. Secondly, the UAE government because of the investment they have promised us now, as I said earlier *Insha Allah* they have told us that they will give us the equipment and I will push them. I will go back and talk to him tomorrow that the Senate and the people of Balochistan resist that

hospital is needed there. Sir, I would tell the honourable Senator that in the province we will also give a Federal Programme, the TB control programme and we are sitting here and all the others, for the expected mothers, we have this programme. All the Federal Programmes we will incorporate into Sheikh Zayed Hospital in Balochistan.

دوسری بات جو مالک صاحب نے کی تھی کہ in between lines میں نے کہا تھا کہ دیکھیں جی Federal Government, I stand by. Even today it is exactly the same. It has to show a national complexion. In Sheikh Zayed Hospital, Lahore, there is a quota for Sindh and the Minister is well aware of that of all the provinces. JPMC, the Children Hospital, the Cardiac Hospital in Karachi. Same PIMS.

کے اندر، Sheikh Zayed میں exactly آپ نے کہا ہے لیکن we expect کہ اگر by chance we cannot get the equipments from other provinces, temporarily we will fill up from Balochsitan. No. 1. To start the hospital as early as possible. For example, Sindh quota of doctors, doctors are now coming. So, we will say that we will invite them and if they don't come we will try to give an opportunity to the local persons. This also I discussed with you Mr. Chairman, if you remember. Also, on the lower cadre he said we will try our best to cover more and more people from Balochistan so that they can get opportunity in employment and that is how we are going forward.........

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک، 115 ڈاکٹروں میں سے گریڈ 17 میں صرف 6 بلوچستان کے لگائے جا رہے ہیں۔

Mr. Muhammad Nasir Khan: Mr. Chairman, the answer is here in the first recruitment, we have recruited right now 52 doctors, 50 of Balochistan, 50 out of 52. This is right here, it's in front of you.

جناب قائم مقام چیئرمین، رحمت کاکڑ صاحب آپ کا last supplementary ہے then we have to move forward. پھر مغرب کا وقت بھی ہو جانے کا اور بلوچستان پر debate بھی ہے۔ جی فاروق نائیک صاحب۔

Senator Farooq Hamid Naek: Mr. Chairman, I would take the question of Dr. Malik a little bit ahead and I will respectfully disagree with honourable Minister for Health that employment has been generated in Balochistan. Those 52 seats which have been given employment has not been generated, deputationists have come, they have come from one seat to another seat, no new employment has come, number one.

Number two, if you look into it the Consultant Physicians are from Sindh, Punjab on merit, not a single from Balochistan

کیا بلوچستان میں Consultant Surgeon or Physician نہیں ہیں' مجھے پہلے اس کا جواب دیجیے۔

Why from Sindh? Why from Punjab? Why not from Balochistan also?

اور یہ 52 نئے بھرتی نہیں ہوئے ہیں they are the deputationists. So, let us be honest to each other.

جناب قائم مقام چیئرمین، کاکڑ صاحب! آپ کا بھی اسی قسم کا سوال ہے تو کر لیں تاکہ ایک ہی دفعہ جواب دیا جائے ۔ This is the last supplementary on this question then we will move forward.

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ ، جناب ! honourable Minister صاحب کی خوبصورت انگریزی کا شکریہ ' اس انگریزی کے lollipop کے سہارے ہم پچھلے چار سال سے جی رہے ہیں ۔ March 2003 میں honourable Minister نے فرمایا کہ جناب ! provincial government وہ ہمیں handover کر رہی ہے' اب تک تو ان کے پاس تھی' اب ہم اس کو چلائیں گے۔ Next year منسٹر صاحب نے فرمایا کہ جی اب کچھ گفت و شنید ہو رہی ہے۔ اس سے پچھلے سال مارچ' اپریل میں منسٹر صاحب نے فرمایا کہ ہم نے takeover کر لیا ہے and we are going to open. اس سال جب ہم نئی کھیپ میں پھر بھرتی ہوئے تو پھر منسٹر صاحب سے اسی floor پر یہی بات ہوئی' منسٹر صاحب نے یہی فرمایا کہ بس we are just opening this. یہ تو ایک مسئلہ ہے۔

دوسرا یہ جو recruitment پر بات ہوئی ہے' بصد شوق پنجاب اور سندھ کے ہمارے بھائی یہاں آئیں لیکن پہلے یہ دیکھا ہے کہ جو staff available ہے' ہمارے پاس وہاں گریڈ 20 کے Urologist بیٹھے ہیں' اگر نام لینے کی اجازت دیتے ہیں تو میں نام لے کر کہوں گا لیکن ان بے چاروں کی قسمت پر تاریکی چھا جائے گی۔ ہمارے کوئٹے کی جو بات ہو رہی ہے' پورے JPMC میں ایک بلوچستان کا ڈاکٹر ہے جس کا نام ڈاکٹر ناصر ہے اور وہاں کے جو کرتا دھرتا ہیں انہوں نے اس کو بتا دیا ہے کہ تمہارا باپ بھی promote نہیں ہو سکتا۔ جناب عالی! یہ بلوچستان کے ساتھ سلوک ہے۔ اب یہ بتایا جائے یہ کب ہو گا؟ Next coming three or four months میں اگر مشینری نہیں آتی تو پھر 2007ء میں جائے گا' پھر interim government آئے گی' پھر مسئلے میں چلا جائے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، نصیر خان! صاحب ان دونوں کا final جواب دیجیے گا۔

جناب محمد نصیر خان، جناب چیئرمین! پہلے جو سوال کیا گیا تھا اس کا میں جواب دیتا ہوں۔

Primarily if the honourable Senator look at it, he is right but first thing what happens is that, we give all the advertisements in the papers. We

asked for the applications from all applicants.

People from Balochistan who are working in Sindh and also in Punjab came and some of the doctors, unfortunately within the indigenous residents there were very few applicants, and also qualified for the job. Now, he is right that there have been some deputations from JPMC also and some provincial district hospitals but they were basically doctors from Balochistan who are working in Sindh, where families are there and they want to come back.

So, we said well, we will give some on deputation also to fill the posts because in Sindh there are people who will comes to take their jobs anyway. Unfortunately you know *it's* one of those things, I also want to tell him that why I would lie on this floor. I believe that this is the highest floor in the country and I would not even endeavour to lie because *it's* not right, but 50 of the applicants are indigenous domiciled from Balochistan. Some are on deputation as the honourable member said if we get all the posts from Balochistan, we would love to take them and leave those doctors there in Sindh and also this. Secondly, some of them have the qualification of the job.

Thirdly Mr. Chairman, we are starting all the recruitments from the provinces and coming back on the 2nd October, the final recruitment in Balochistan and after that we will give you the exact figure of how many people had applied, if the honourable Senator wants to come to me, I will give all the applications, if he has 200, 300 doctors from Balochistan, please tell me, I will be the first one to recruit them. So, I will give the

qualification and if the honourable Senator assists me, it will be fantastic.

Secondly,

کاکڑ صاحب نے جو بات کی ہے، مجھ سے انگریزی بول لیں، مجھ سے پنجابی بول لیں، مجھ سے اردو بول لیں، مجھ سے عربی بول لیں جو بھی ہے، میں بولنے کے لئے تیار ہوں، نہ میں انگریزی کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں، he knows me کاکڑ صاحب میرے بڑے پرانے دوست ہیں لیکن جب 2003 کی بات تھی، اس وقت جمالی صاحب تھے، یہاں بیٹھے ہوئے تھے، اگر ان کو یاد ہو تو he came for few minutes تو اس وقت جمالی صاحب نے خود کہا تھا کہ یہ provincial Government چلانا چاہتی ہے، so we said fine. لیکن اب یہ صحیح کہہ رہے ہیں، میں نے کہا تھا کہ if they want some system from the Federal Government تو ہم ضرور دیں گے، میں نے یہ ضرور کہا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ یہ ہو گیا ہے، ٹھیک ہے جو بھی یہ کہیں، میں مان لوں گا لیکن وہ حقائق پر مبنی نہیں ہو گا۔ We were given this hospital recently about 8 months ago. اس کے بعد میں نے کہا کہ ہمیں مل گیا ہے اور انشاء اللہ ہم کوشش کریں گے اس کو اسی سال چلانے کے لیے۔ So, when we went there, ایک چیز بند ہوتی ہے، ایک نئی چیز چلانی بڑی آسان ہوتی ہے، اگر گاڑی نو ماہ کھڑی رہے، tyres burst ہوں، اس سے زیادہ problem ہوتی ہے لیکن نئی گاڑی میں نہیں ہوتی۔

So, there were lot of problems which we have resolved. We want to engage them because the UAE Government had run away, we said, no

ہم نے بنا دیا ہے آپ خود چلائیں، it was in the commitment مالک صاحب کو پتا ہو گا UAE Government has said, we will build the hospital but you equip it, run it and manage it. That was our responsibility, unfortunately, Provincial Government could not take up that responsibility and then we came in, we have taken all that, we have engaged them back

پھر ہم نے کہا کہ نہیں

we would like the UAE Government to fund it and you will appreciate, the

people will appreciate and that is exactly what they agreed to. We had a meeting at that time when the Prime Minister was Finance Minister. So, that is how it happened and that is how we are starting it.

Mr. Acting Chairman: Thank you. Observation
نہ کریں، ابھی آگے بھی بڑھنا ہے، آپ لوگ پھر دس بجے تک بیٹھیں اور پھر ایک دوسرے کی تقریریں سنیں۔

سینیٹر سعدیہ عباسی: یہ ساری بحث جو over this hospital تھی، وہ یہ تھی کہ بلوچستان کے لوگوں کی capacity کو بڑھایا جائے۔ نئے doctors کو لیا جائے، ان کو trained کیا جائے، ان کو consultant بنایا جائے، کچھ بھی کیا جائے بجائے اس کے کہ دوسرے صوبوں سے لوگوں کو لا کر وہاں پر rehabilitate کیا جائے۔ یہ ساری جو concerns تھیں related to that and that they must be addressed and that they must be rectified
وہاں پر یہ سارا problem ہے۔

Mr. Acting Chairman: That is the bottom line. Question No.29.
لیاقت بنگزئی صاحب! Minister for Science and Technology نہیں ہیں، میرا خیال ہے کہ ان کا question defer کرتے ہیں، ٹھیک ہے۔ Next Question No. 30 Bilour sahib کا ہے،

30. *Mr. Ilyas Ahmed Bilour: (Notice received on 22-08-2006 at 13:35 p.m.)

Will the Minister for Health be pleased to state whether it is a fact that some banned drugs, including novalgin, are being sold in the country, if so, its reasons?

Mr. Muhammad Nasir Khan: No, all the drugs containing "Metamizole" including "Novalgin" have been banned. More than 70 preparations were withdrawn. However, M/s. Sanofi Aventis Pakistan Ltd; filed Suit No. 291/2006 and got stay order from the Sindh High Court, Karachi. The Ministry of Health contested the case about "Novalgin" in Sindh High Court, Karachi and M/s. Sanofi Aventis, Karachi was forced to withdraw the Suit. Now the firm has withdrawn Suit from the Court

and was allowed to re-export the raw material and finished drugs. They have stopped the sale of "Novalgin". Federal & Provincial Authorities are vigilant and monitoring the markets and have initiated actions against the illicit people who are involved in the sale of banned drugs.

Mr. Acting Chairman: Any supplementary.

Senator Saadia Abbasi: Sir, the question was that is the Novalgene being sold in this country or not? Sir, I think about weeks ago, I read in the newspaper that it is being sold in this country even though it is banned item. So, he can elaborate on that.

جناب قائم مقام چیئرمین، جی نصیر خان صاحب۔

Mr. Muhammad Nasir Khan: Mr. Chairman, as you know basically this medicine novalgene is banned in the country. However, at that particular time Aventus is also had a law suit against the Government which we contested very strongly and they withdrew the case, they were the only company.

اب انہوں نے اپنی advertisement بھی دی ہے both "جنگ" اور "Dawn" کے اندر and everything else and said, we Sonavy Aventus Pakistan Limited, have, this is the ad that they have put in the paper Mr. Chairman, and this reads that we Sonavy Aventus Pakistan Limited have withdrawn the suit No. 291 filed by us in the High Court of Sindh, challenging the deregistration of products containing metamizole that now novalgene. We therefore, request to all distributors and chemists of Pakistan to stop

the sale of novalgene, we are now working with all. This was the only because they were in the court and their distributors were at that particular time but now

الحمد للہ

everything, they are also agreed and we have actually told them to re-export the raw material, that they have brought in, this is totally banned and stopped being sold.

جناب قائم مقام چیئرمین ، سینیٹر دلاور عباس پھر and then I will come.

Madam فردوس جمال ہیں۔

Senator Syed Dilawar Abbas: Thank you Mr. Chairman. I am just going to ask the Health Minister one thing. Off and on these drugs

کبھی Novalgene ban ہو جاتی ہے، کبھی Viox ban ہو جاتی ہے، Vicocks ban ہو جاتی ہے but there is a bill pending جو کہ آیورووید ک and Homoeopathic bill, I think keeping the public interest in view, the alternate medicine کے جو bills ہیں I want to ask the honourable Health Minister...........

کہ یہ bills کب لائے جائیں گے یا

why not, what is the delay when the Committee has already examined? So, I think it should be given importance because of the public interest. Thank you.

جناب قائم مقام چیئرمین، جی نصیر خان صاحب۔

Mr. Muhammad Nasir Khan: Mr. Chairman, Thank you very much. I think the honourable Senator Mr. Dilawar has worked tremendously hard on this traditional bill and there was a bill which was

with the Standing Committee both for National Assembly and Senate and which has been passed and also been approved by the Cabinet, it has also been vetted. It is right now lying in the National Assembly with the Speaker for a date for it to be presented. Primarily, because there were certain other things but we had requested three times and we are trying to get it at least presented in this session so that the discussion can proceed in the lower House and then come back to the Higher house.

Mr. Acting Chairman: Thank you, Dr. Kauser Firdaus Sahiba,

آپ کچھ کہنا چاہتی تھیں۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، جناب! میں یہ پوچھنا چاہ رہی تھی کہ اس question کے answer میں last sentence جو ہے Federal and Provincial authorities are vigilant and monitoring the markets and have initiated actions against the illicit people. میرا سوال یہ ہے کہ against how many drug stores or companies actions have been initiated?

Mr. Muhammad Nasir Khan: This basically involves the new question but we have the Federal Drug Courts there and so many thousands of cases which are with them. If she wants, I will give the details later on but primarily, because you are going after the people who were selling this and the only thing was and the problem was with suit that Aventus has put in the High Court in Sindh but primarily it is solved and I just want to ask Mr. Chairman, one other thing that the honourable Senator Dilawar Abbas had indicated that unfortunately you see what happens all over the world right now that the registration of drugs

sometimes is pushed hard and it is question that some times Viox is this and then you know you have Novalgene. Both in the United States and FTI for Drug registering there are so many lobbies. The health lobbies are so much strong and they have so much financial resources with their lobby to get drug registered quickly and certainly five years down, ten years down the line you find the side affects. New Viox was one of the drugs there and after ten years they found so many thousands of people having voice, having a heart attack and when they compare the data suddenly they realized that something is going on and that is why last days huge actions were taken in the United States. So, I think the Europeans are much more conservative and more conservative but right now the US is and I think they are also learning from this.

جناب قائم مقام چئیرمین ، Thank you جی۔ انور بیگ صاحب ! بس close کرتے ہیں کیونکہ then we will have the *Vamaz* break.

Senator Muhammad Enver Baig: Mr. Chairman, I will just like to ask the honourable Minister

جناب! جب سے advertisement آئی ہے could the honourable Minister share the date of that advertisement of that company اگر date بتا دیں جناب۔

Mr. Muhammad Nasir Khan: Mr. Chairman, actually they withdrew the suit and on the 26th of August they put all the ads in all the papers.

Senator Muhammad Enver Baig: 26th of August.

Mr. Muhammad Nasir Khan: 2006.

Senator Muhammad Enver Baig: 2006. Sir, even today, this drug Novalgene is being sold in the local markets throughout the country. Sir, I would like to know from the honourable Minister, they have employed Drug Inspectors who visit these various Chemist shops throughout the country. Have they reported sale of this drug so far to the Ministry or to the concerned authorities?

Mr. Muhammad Nasir Khan: Mr. Chairman, it is a huge categorical statement.

Mr. Acting Chairman: It is a huge thing, you have to....

Mr. Muhammad Nasir Khan: It is a huge categorical statement made by the Senator. The drugs are being sold all over the country. Can he please give me the place and the dates and the drugs and the chemists?

(Interruption)

Mr. Muhammad Nasir Khan: Can I finish? Mr. Chairman, when he was speaking I was not interfering. Can he give me the opportunity to finish because when he speaks, I would not speak.

then we will find what is جناب قائم مقام چیئرمین ، جواب دینے دیں way out.

Senator Muhammad Enver Baig: Ok. I will then speak.

Mr. Muhammad Nasir Khan: Mr. Chairman, I was just saying it is not a categorical statement. If he can give the exact thing, then I can take some action. Then I will find out these drug stores and these

'chemists...

دوسری بات آج پاکستان میں، اسلام میں، قانون میں سب جگہ لکھا ہے جھوٹ نہ بولو، چوری نہ کرو، کسی کے ساتھ زیادتی نہ کرو، کسی کی جان نہ لو، ہزاروں لاکھوں لوگوں میں یہ ہو رہا ہے

you are going to get good and bad people all over the world. in this assembly, we are going to get very pious people and not so pious people. You cannot make the totalitarian and utilitarian worlds that everything is perfect. We are trying, our inspectors are doing work. If the honourable Senator can assist us and help us, we will like his assistance.

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, I am not the Drug Inspector and secondly emanate the job of his Ministry to go around the country and the Drug Inspectors to check. Sir, he can accompany me after the session today. I will take him in my car and I will take him to 10 shops and I will get him ten packets of Novalgene. Can he assure the House that he will cancel their licences on the spot?.

Mr. Acting Chairman: He is saying this on the floor of the House.

Senator Muhammad Enver Baig: OK. Please then direct the honourabel Minister to accompany me after the session of today.

Mr. Acting Chairman: He is always available for you. He says that he is always available.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، آپ مجھے لے جائیں۔

سینیٹر محمد انور بیگ، نہیں جناب! میں آپ کو بھی نہیں لے جاؤں گا۔ آپ مجھے میانوالی لے جائیں گے۔ آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گا میں - I will not go with you.

(مداخلت)

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, I will go with Nasir Khan. I will take him with me.

Mr. Muhammad Nasir Khan: Sir, if the honourable Minister is volunteer to go with Mr. Baig and I have no objection.

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, the Minister will have to come. He will have to cancel those licences on the spot.

جناب قائم مقام چیئرمین، جی جی - شیر افگن صاحب کا بھی point ہے - آپ نے تو ان کو کہا ہے you have fear from him.

Senator Muhammad Enver Baig: I cannot trust Dr. Niazi. No sir, I will not trust him.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب چیئرمین!

I have been searching that drug for my own use. I believe its sale has been banned but I need it as there is no substitute of Novelgene. I have been practicing for 30 years

اور ناولجین کے ٹیکے اور tablets وغیرہ کی تو مجھے ضرورت ہے۔ میں purchase کروں گا اپنی جیب سے اور کرایہ میں اس کا بھی ساتھ دوں گا اور اسے اچھے سے ہوٹل سے کوئی چیز بھی کھلاؤں گا اور یہ مجھے لے کر دیں' یہ وعدہ کیا ہے Health Minister نے کہ یہ ان کے licence cancel کر دیں گے -

Mr. Acting Chairman: The braves always take the risks. Enver Baig has to be brave.

جناب محمد نصیر خان، جناب چیئرمین! میں صرف یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ honourable Senator بیگ صاحب نے جو بات کی ہے'

Sir, we are trying but unfortunately there are good chemists and bad chemists also. He is right that people are doing such things.

Mr. Acting Chairman: The question is over. We have started at 5.00 p.m. and we have come to end of it.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب! گزارش یہ ہے کہ میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ ایک شکایت ہے کہ ادویات میں ملاوٹ ہے۔ ایک شکایت یہ ہے کہ expired ادویات تقسیم ہو رہی ہیں۔ اس کے لیے حکومت نے Drug Inspectors مقرر کیے ہوئے ہیں۔ ادویات شہروں میں بھی ہیں، دیہاتوں میں بھی ہیں۔ جناب والا impression یہ ہے یا میرا کم از کم خیال یہ ہے کہ اس لیے ساری ادویات check نہیں ہوتیں کہ ان کے پاس check کرنے کے لیے staff بہت تھوڑا ہے، Chemists اور Druggists بہت زیادہ ہیں اور یہ چیز ہو رہی ہے۔ کیا میرا یہ impression درست ہے اور اگر درست ہے تو اس کا کیا مداوا کیا جائے گا؟

جناب قائم مقام چیئرمین، جی بالکل۔ It is a fair question

جناب محمد نصیر خان، جناب بھنڈر صاحب نے بہت اچھی باتیں کی ہیں۔ Primarily دیکھیں جی Federal Government کا ایک ادارہ ہے۔ زیادہ تر Drug Inspectors صوبائی حکومت کے اپنے بھی ہوتے ہیں

and they have much more army of Drug Inspectors and you are absolutely right that comparatively they have to increase and we have proposed that the Health Inspectors, the Drug Inspectors must improve considerably

لیکن دوسری جو بات آپ نے کی ہے کہ primarily ethical behaviour بھی ہوتا ہے اور یہ perception غلط بھی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ جی ہر چیز جو پاکستان میں خراب ہے، کسی اور ملک میں بہت اچھی ہے۔

It is also a perception. Some of the perception is true but some other

perception is not true. All the drugs are not spurious and all the drugs are not expired.

within our Chemists. We had a huge ایک culture ہم نے لے کر آتا ہے
meeting with the Pharmaceutical اور میں نے وہی کہا تھا کہ اگر آپ انگلستان جائیں تو
وہاں پر culture نہیں ہے کہ Chemists expired drugs or spurious drugs رکھیں۔

So, I think a mindset, a change is needed and in both Houses we all have to work together to bring the change in the mindset.

29. ***Mr. Liaqat A. Bangulzai:** (Notice received on 22-08-2006 at 13:32 p.m.)

Will the Minister for Science and Technology be pleased to state number of persons working in Pakistan Council of Scientific and Industrial Research (PCSIR) Quetta with province-wise break up?

Ch. Nouraiz Shakoor Khan: Total number of persons working in PCSIR Units at Quetta is 85, Province-wise Break up of which is as under:—

1.	Balochistan	=	64
2.	Sindh	=	15
3.	Punjab	=	4
4.	N.W.F.P.	=	2
	TOTAL:		85

@31. ***Mr. Ilyas Ahmed Bilour:** (Notice received on 22-08-2006 at 13:35 p.m.)

Will the Minister for Science and Technology be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to

@ Transferred from the Ministry of Industries, Production and Special Initiatives.

establish the Certification Authority for checking quality of electrical goods meant for export, if so, when?

Ch. Nouraiz Shakoor Khan: The PSQCA has proposed to establish Pakistan Certification Body (PCB) during current financial year 2006-2007 for awarding certification on quality system including that of Electrical Goods Certification Marking Scheme in line with the international norms. The PC-1 in this regard has already been prepared and is under process.

This scheme would apply to checking of quality of electrical goods meant for export.

32. ***Mr. Ilyas Ahmed Bilour:** (Notice received on 22-08-2006 at 13:35 p.m.)

Will the Minister for Health be pleased to state whether it is a fact that there is a serious threat of HIV epidemic in the country, if so, the precautionary measures taken by the Government in this regard?

Mr. Muhammad Nasir Khan: The overall situation of HIV among general population is low prevalence but high risk. However, the country is experiencing a concentrated epidemic among the Injecting Drug Use (IDU) population in 3 provinces *i.e.* Sindh, Balochistan and Punjab.

The Ministry of Health is well aware of the significance of preventive measures for controlling spread of HIV/AIDS in the country. The National AIDS Control Programme (NACP) has been launched to prevent the spread of HIV in vulnerable populations and at the same time avoiding stigmatization. Following are the key interventions and achievement of the Government of Pakistan whioh speak for the commitment of the Government to prevent and control this disease in the country:—

— Strengthening and decentralization of Programme to the Provinces.

— Promulgation of provincial and national (ICT) ordinances for blood transfusion services and establishment of regulatory authorities.

— Awareness raising through electronic and print media.

— Training of more than 7,500 professionals in Sexually Transmitted Infections (STI) management through more than 400 workshops.

— Establishment of 47 surveillance centers throughout the country providing free of cost diagnostic facilities.

— Conduction of operational research activities both behavioral and serological as well as establishment of second generation surveillance system for HIV/AIDS (CIDA funded project).

- Delivery of defined packages of services to vulnerable/risk groups through private sector in all the four provinces and AJK.

- Enhancement of public private partnership by providing technical and financial support to NGOs.

- Development of standard national guidelines and protocols on technical issues related to HIV/AIDS.

- Development and implementation of specific Behaviour Change Communication strategy for the implementation of BCC interventions in both vulnerable populations as well as the general population.

- Greater involvement of sectors other than health including Ministry of Population Welfare, Education, Labour and Manpower, Information and Interior etc. in HIV/AIDS prevention and control activities.

- Targeted interventions for youth and uniformed personnel.

- Advocacy with the key stakeholders including parliamentarians, religious leaders, media and others.

- Establishment of eight treatment centers (6 public and 2 private sector) for management of HIV/AIDS patients and free provision of Anti Retroviral (ARV) drugs.

- In collaboration with Bureau of Immigration (BOI), ensuring the availability of information and dissemination of educational material through the existing network of its centers at Lahore, Karachi and Rawalpindi for information and education of migrant labour before their travel abroad.

- An Inter Religious Council has been formed with the involvement country level religious leaders.

- With the inputs of Religious Council and knowledge, attitude, practices & behaviour survey/study, a comprehensive Info-Kit has been developed on religious perspectives.

- National and Provincial Level trainings have been conducted for educating religious personnel.

33. ***Mrs. Rukhsana Zuberi:** (Notice received on 22-08-2006 at 13:45 p.m)

Will the Minister for Health be pleased to refer to the Senate un-starred question No. 28 replied on 16th August, 2006 and state the criteria

adopted for appointments on contract basis in National TB Control Programme since 2000?

Mr. Muhammad Nasir Khan: The National T.B Control Programme (NTCP) is functioning the supervision of the Ministry of Health. Since the year 2000, all posts have been filled on contract basis through laid down procedure *i.e.* by advertising the posts in the press and on the recommendation of the respective Departmental Selection Committees.

34. ***Dr. Kauser Firdaus:** (Notice received on 22-08-2006 at 15:45 p.m)

Will the Minister for Health be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the government to persuade non practicing lady doctors registered with PMDC to resume their practice?

Mr. Muhammad Nasir Khan: There is no proposal under consideration of Government to persuade non-practicing lady doctors registered with PM&DC to resume their practice.

35. ***Dr. Kauser Firdaus:** (Notice received on 22-08-2006 at 15:45 p.m)

Will the Minister for Health be pleased to state:

(a) *the number of clinical laboratories working under the administrative control of Federal Government;*

(b) *the conditions laid down for setting up said laboratories in private sector; and*

(c) *the mechanism for checking the standard of work and charges of those laboratories?*

Reply not received.

LEAVE OF ABSENCE

جناب قائم مقام چیئرمین : Thank you very much . We come to the end of the Question Hour. Minister of Science and Technology کے تو defer کر دیے گئے ہیں ۔ Now we move the leave applications. ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ ۱۴ ستمبر کے لیے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین ، پروفیسر محمد ابراہیم خان نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر گزشتہ تیسویں اجلاس میں مورخہ ۲۱ اور ۲۲ اگست اور موجودہ اجلاس کے دوران مورخہ ۱۲ ستمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے ' اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین ، جناب محمد غفران خان نے ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے مورخہ ۱۲ سے ۱۵ ستمبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا رخصت منظور ہے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین ، پروفیسر خورشید احمد نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ ۱۴ ستمبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین ، محترمہ رتنا ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۲ ستمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں ' اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین، آفتاب احمد خان شیرپاؤ نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر ملک سے باہر ہیں اس لیے مورخہ ۲۰ ستمبر تک اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ محترمہ نیلوفر بختیار نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر ملک سے باہر ہیں اس لیے مورخہ ۱۷ ستمبر تک اجلاس شرکت نہیں کر سکیں گی۔ Thank you very much.

PRIVILEGE MOTION

RE: MISBEHAVIOUR OF THE PIA OFFICIALS WITH THE SENATOR

Mr. Acting Chairman: Now we come to the Privilege Motion, Kalsoom Perveen Sahiba please.

سینیٹر کلثوم پروین، جناب چیئرمین! میں اپنی Privilege Motion move کرنا چاہ رہی ہوں۔ میں نے ۱۱ ستمبر ۲۰۰۶ کو تین بجے PIA کی پرواز PK-369 سے سفر کرنا تھا۔ میری سیٹ پارلیمنٹ ہاؤس میں واقع PIA کے کاؤنٹر سے reconfirm کی گئی تھی۔ جب میں اسلام آباد کے ہوائی اڈے پہنچی تو PIA کے کاؤنٹر پر موجود PIA کے افسر عرفان شاہ نے میری reconfirm seat کے باوجود مجھے بورڈنگ کارڈ جاری کرنے سے انکار کر دیا۔ میں نے اس سے بار بار درخواست کی کہ مجھے بورڈنگ پاس جاری کیا جائے لیکن اس نے نہ صرف یہ کہ میری بات کو رد کیا بلکہ میرے ساتھ بدتمیزی سے پیش آنے لگا۔ اس طرح میرا استحقاق مجروح ہونے کے ساتھ ساتھ مجھے شدید ذہنی اذیت سے بھی دوچار ہونا پڑا۔ اس واقعے سے متعلق خود ساختہ خبر کی کاپی جو کہ روزنامہ "The Nation" میں ۱۲ ستمبر کو شائع ہوئی، منسلک ہے۔ لہذا میری درخواست ہے کہ میری تحریک استحقاق منظور کر کے استحقاق کمیٹی یا Defence Committee کے سپرد کی جائے تاکہ متعلقہ افسر اور ذمہ داران کے خلاف مناسب اور تادیبی کارروائی کی جائے۔ جناب! اس سے میری performance جو میں نے وہاں دینی تھی وہ بھی متاثر ہوئی ہے۔ میری reconfirm seat کی slip لگی ہوئی ہے۔ PIA نے مجھے بورڈنگ کارڈ جاری نہیں کیا۔ چیئرمین کی مداخلت سے مجھے بغیر بورڈنگ کے سفر کرنا پڑا۔ میں نے کہا کہ آپ میرے ساتھ آ جائیں۔ یہ میں آپ کو پیش کر دیتی ہوں۔ لہذا اس کو استحقاقات کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی بالکل۔ متعلقہ وزیر کی رائے لیتے ہیں۔ جی فرمائیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب چیئرمین! محترمہ نے استحقاق مجروح ہونے کی جو تحریک پیش کی ہے بادی النظر میں یہ صحیح ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ Standing Committee on Rules of Procedure and Privileges کے پاس یہ بھیج دی جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، ٹھیک ہے۔

Thank you. The motion stands in order. It is referred to the Committee on Rules of Procedure and Privileges. Thank you very much.

جی اب بولیں۔

Senator Col (Retd.) Syed Tahir Hussain Mushhadi: Mr. Chairman, this incident has to be condemned in the strongest terms, action has to be taken against the concerned officer.

جناب قائم مقام چیئرمین، نہیں، یہ آپ پھر کمیٹی میں کر دیں۔

Senator Col (Retd.) Syed Tahir Hussain Mushhadi: I want a guarantee that once we do recommend the strongest possible action, that action should be taken. This is the question of the privilege of the Senate.

جناب قائم مقام چیئرمین، شیر افگن نیازی صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب چیئرمین! under the Rules of Procedure جو طریقہ کار ہے وہ یہ ہے کہ جس شخص نے یہ کام کیا ہے اور جس نے یہ move کی ہے اس کو بلایا جائے گا پھر جو صورتحال ہو گی، جب conclusion ہو گا تو ایک رپورٹ تیار ہو گی then it shall be sent to this august House and this is property of this House. It has been sent for the proposals and action لینے کے لیے پھر یہ House میں ہوگا۔ تو جناب والا! میں گزارش کروں گا چیئرمین صاحب سے

no comment is required to be given on the floor of the House because from here it starts a secret proceedings of the Committee. Therefore, if it gives a decision before a case put before the judge, then it is no judgement and it will vitiate the whole process, with due respect and regard.

Mr. Acting Chairman: Thank you.

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Sir, I want to say that...

Mr. Acting Chairman: He has said that whatever the recommendations are, that should be presented to the House. That has been made very clear.

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Sir, that is what he has said. Desperation of the Chairman of the Committee is that the recommendation made by this House and by the Committee is not implemented by the Federal Government. What is being said, is that I will only do and this House also only do is, if the action is taken. This is an insult to the House. This is an insult to the Committee and the Chairman is right, if you do not take any action and the Federal Government does not take any action then it is an effort in futility. And therefore, the Chairman what he was saying is that kindly, the recommendation of this House and this Committee should be acted upon and implemented. That assurance, Mr. Chairman, is wanted and not that any judgement is being given.

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: پہلے وزیر صاحب کو بات کر لینے دیں۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Untill the thing has not been committed, no action can be taken, no presumption can be taken.

جب حل نہ ہو تو اس کے بعد

things have been denied by the Government, proposed by this august House, then there is question arising that it should have been taken as a serious matter.

ابھی تو ابتدا ہے اور ابتدا ہی میں یہ conclusion ہم دے دیں ۔ کھوسہ صاحب بڑے سمجھ دار ہیں اور jurist ہیں ۔ They know it that when the crime has not been committed, how the FIR can be lodged.

جناب قائم مقام چیئرمین: رانجھا صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ آپ final remarks دے دیں because then we have a break for *Maghrib* prayers.

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ remarks دے دیں then after that Col. Mushhadi will be the first speaker on Balochistan issue.

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا: جناب والا! میں گزارش کرتا ہوں کہ نیازی صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ بڑا راست قدم لیا ہے اور یہ کہا ہے کہ اسے متعلقہ committee کے پاس refer کیا جائے لیکن کئی دفعہ کمیٹی "کھوہ کھاتہ" بن جاتی ہے۔ آج ہم یہ کہیں کہ ہاں جی، یہ تاریخ ہے you should give a cut off date. کہ فلاں date کو یہ پیش ہو اور فلاں date کو اس پر غور ہو اور فلاں date کو اس کا فیصلہ دیا جائے۔ Sir, cut off date should be given.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: There is a cut off date for each

question but we have to stand with the 30 days and we have to come back....

(Interruption)

Mr. Acting Chairman: There should be a little patience in the House.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: If it is violated then the condonation is done by this august House by a motion. Therefore, cut off time have been there with the every standing committee. If the breach is going to happen then action should be taken.

Mr. Acting Chairman: Thank you. Col. Mushhadi Sahib, please. Now we start debate on Balochistan.

(Interruption)

جناب قائم مقام چیئرمین : ہم اس پر آ جائیں گے اور میں بتاؤں گا کہ اس کا طریقہ کیا کرنا ہے۔ We start debate on Balochistan.

FURTHER DISCUSSION ON THE SITUATION IN BALOCHISTAN.

Senator Col. (Retd) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you Mr. Chairman. First of all, I take this opportunity through you sir, to offer on behalf my party, the *Mutheda Qaumi Movement* which I have the honour to represent in this august House, my party colleagues in the Senate and myself, offer a heartfelt and profound condolence to Nawabzada Jamil Bugti, Nawabzada Talal Bugti, brother Senator Shahid Bugti and all members of the bereaved family and indeed the people of

Balochistan on the tragic and untimely demise of Nawab Akbar Khan Bugti. The late Nawab Akbar Bugti has held the highest public elected offices in Pakistan. He had been a Member of the Provincial Assembly of Balochistan, a Member of the National Assembly of Pakistan, a Federal Minister of State, the Chief Minister of Balochistan and Governor of Balochistan. He was therefore, a politician of the first rank and elder statesman of this country.

He was also the founder and president of a political party of Pakistan, the JWP and he has left undeniable imprint on the political stage of this country. He will therefore, be severely missed and remembered. With his loss we are all poorer. I pray that Almighty Allah will grant the dear departed soul eternal peace and will grant the bereaved family the strength to bear this loss with patience and courage. The violent death of Nawab Bugti is a sad reflection on the state of political culture prevailing in our country. The manner of the death was unsavoury, unwarranted, regrettable and dangerous for the future of the country. It is indeed, both a human and a national tragedy. This was bad enough Mr. Chairman, but subsequent events were even stranger, more deplorable and callous. The refusal of the authorities to hand over the dead body to the bereaved family so there they could offer their respects and accord him a proper burrial is mystifying and indeed very very deplorable. The act goes against all norms of accepted civilized behaviour, it is against not only the Baloch customs but it is a flagrant violation of our heritage, all Islamic teachings, beliefs, customs, traditions and the way of life of the people of

Pakistan. I therefore, appeal to the Government to right to great wrong that has been done and to hand over the dead body to the next of kin and carry out the DNA and any other test that the family may or may not want.

Mr. Chairman, violence begets violence, the use of force is no solution to political problems. Bombs, gunships, bullets, landmines and other arsenals of violence cannot and do not distinguish between good and evil between right and wrong or between guilty and innocent. They cause death and destruction without discrimination and that is why my leader and my party have all along condemned the use of force to solve or resolve the political differences within the country. The poeple of Pakistan whichever province they may belong to, whichever tribe they may belong to, whichever region they may belong to, whatever language they speak and whatever religion they follow are all Pakistanis and their protection, their rights are enshrined in the Constitution of Pakistan and they all deserve to be equally treated. If there are miscreants they should be singled out and action should be selective, it should be against the individuals alone this habit of unleashing violant force against the particular people or ethnic group or a tribe or an area must cease. Let not this death go in vain. Let us stop all military operations. All law enforcing agencies must respect the law of the land. Let rule of law prevail and let us move to political dialogue to solve the problems rather than the concept of might is right.

Operations unleashed on own populations invariably create more problems than they solve. They create and add fuel to the

resentment, grievances, hatred and revenge actual or perceived. Prosecution invariably strengthens the resolve of the prosecuted. We have often and even I have spoken against this military operation in Balochistan twice before and I take this opportunity, through you Mr. Chairman, to once again appeal to stop this force and enter into negotiations to resolve the issues. Let fairplay, justice and democracy prevail. Let reason prevail. Let bullets be replaced by reason, by humanity and humility.

There is an urgent need to enter into a meaningful dialogue with the Baloch leaders representing all shades of public opinion to steer Balochistan out of the present quagmire. Let this untimely death bring the woes of Balochistan into the limelight. Development of Balochistan is next by mistrust, strikes, turmoil, unrest and political disturbances which is manifested not only by the strikes and blasts but by the resentment amongst the leaders and public of Balochistan and this has spilt over into Sindh where Baloch tribes merge into Sindhis after crossing the border and in Karachi where we have a large Baloch population. The Government has also declared this as a future strategy and I am very glad and I was overjoyed to read in the paper yesterday that the Government has evolved a strategy to this very effect. So let the charity begin at home. So let us stop this by ending all operations against our own people. This I take from the Foreign Office Spokesman Tasneem Aslam, she gave the Government of Pakistan policy which is, we have always emphasized that the military operations alone would not eradicate terrorism. We need a

comprehensive strategy that apart from military action must include a long term approach to addressing political disputes, removing grievances and addressing socio-economic issues. I think herein lies the answer. A period of reconciliation has to begin. There is a long history of resentment, miscontent and mishandling of the Baloch issue. It started with back in---

(At this stage the *Azan for Maghrib* prayers was heard in the House)

Mr. Acting Chairman: Mashhadi sahib, do you want to continue your speech and finish it within two minutes so that we can go for prayers.

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: I would like to continue for at least five to seven minutes.

Mr. Acting Chairman: Then what we can do is, we can have break for *Namaz* and then get back.

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you, sir.

Mr. Acting Chairman: We break for *Namaz* and will get back at 6.45 p.m. The House is adjourned till 6.45 p.m. Thank you very much.

(The House was then adjourned to meet again after Maghrib prayers at 6.45 p.m. in the same evening.)

اجلاس نماز مغرب کے بعد دوبارہ جناب قائم مقام چیئرمین (جناب جان محمد خان جمالی) کی صدارت

میں شروع ہوا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، بیٹھیں please, thank you very much. ایک

let the people get back from a cup of tea. Senator Mushhadi, منٹ ٹھہریں

بہت because اور ابھی تین منٹ اور لیں please take the floor and make it brief

-اور ہیں it is going to be lengthy debate, 1900 hours رہتے ہیں speakers سے

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mushhadi: Sir, I need little more than that you have been generous to everybody, I am the only speaker from my party.

جناب قائم مقام چیئرمین، میں تو بالکل سب کو آنکھوں پر رکھتا ہوں لیکن جب they start leaving the House. دوست پھر ہے generosity میں patience میری Please, continue.

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mushhadi: Thank you. Mr. Chairman, let me just take very quickly through turbulant history of Balochistan since a time of the inception of Pakistan. In 1947, the Khan of Qalat expressed his desire that his state should be a sovereign state, in fact Qalat which constitutes most of what is present Balochistan except were the states of Makran, Lasbela and Pukhtoon areas remained independent for 227 days. The army moved then on 27th March and on the 1st of April 1948 Qalat receded to Pakistan. Prince Abdul Kareem of Qalat rebel, he was captured in 1948 and kept in custody till 1957 without trial. The Khan of Qalat was arrested in 1957, he was kept in custody up to 1967. This was the era which created a great Baloch legend an icon Nawab Neroze Khan Zehri Chief of the Zehri Tribe. In the

60s Sher Muhammad Murri rebel led and was suppressed. In the 70s the Mengals and the Murris under Sardar Atta-Ullah Khan Mengal and Nawab Kher Bukhsh Khan Murri rebeled.

The long history of Balochistan has bad memories of grievances, preceptions of neglect, suppression and oppression. So much so the political repression became so much that the Balochies are sometimes forced to take up arms and become militants. The reality of unjust distribution of resources and political power. That hardly any Baloch is in powers of authority or powerful positions in or out of Balochistan and the violations of the Balochies very peculiar and very intense sense of honour, traditions and culture which are violated or perceived to be violated, makes it a very volatile and disturbed province. If you take an overview of the development scene in Balochistan, it is most discomforting and surprising about the extent of deprivation of the province. 18 out of 20 most infrastructure deprived districts of Pakistan are in Balochistan. Balochistan has 92% of districts classified as high deprivation as compared to 29% in Punjab, 50% in Sindh and 62% in NWFP. 38% of Balochistan population is living in high degree of deprivation as compared to 25% in Punjab, 49% in Sindh and 57% in NWFP. 48% of the Balochis live below poverty line as compared to 26% in Punjab. 38% in Sindh and 29% in the NWFP.

Mr. Chairman, a lot of hue and cry, a lot of advertisement is made about the development being carried out in Balochistan. I will just take a minute to touch upon this very sore point. There is no doubt that a lot of

money has been earmarked for development in Balochistan and this is a very encouraging sign and it is very good and it deserves to be encouraged. However, there are two ways of development. One is the colonial development and I will just take a minute on this. The cantonments are included in the development plan. The roads, the motorways are included in this. The port is included in this but are they really doing anything for the local population, the Balochi population? In the cantonments, others will live inside, the locals will live outside, they will only enter with permission or as domestic servants. The port city of Gwadar, most of the land has been sold to outsiders, the local Balochis will either be the labourers or domestic servants and there are none of them who so far are visible in any high post of power. Even in Sui, the locals can enter by permission only. Now this type of development creates more resentment rather than anything else. What is required for the government is to take everybody into confidence. Merely saying that the *Sardars* are against development, does not serve the purpose. Mr. Chairman, there are around 75 *Sardars* in Balochistan and only two or three are mentioned as against development and anything. What about the 72, have they been taken into consideration? Does the government make effort to talk to them? Does it make an effort to talk to even those sitting on the Treasury benches? Do they try to find out the problems or funds have been given to the members of legislature to bring development in their areas, to bring it at par with other areas of Pakistan. These are questions which need to be addressed. The pacification of Balochistan

must be carried out. Let this opportunity not go waste.

The Mushahid Hussain Commission, the Chaudhry Shujaat Hussain Commission did fantastic work, they did some very good work but somehow or the other they become shrouded in secrecy. Let us implement at least the very good steps that this government has taken and let us bring peace, prosperity and well being to the people of Balochistan. Gwadar development must be oriented to benefit and raise standards of living of the locals. Out of these billions of rupees which are mentioned every day in the media, in the press and even in the Assemblies how much has been allocated for education, how much has been allocated for Health, how much has been allocated for the development of livestock or things which will effect the local population. Rather than for these mega projects which will benefit outsiders more than the insiders, there is an urgent need to re-orient the development of this. Because of paucity of time and I have to obey you Mr. Chairman, I will just conclude by once again making an earnest appeal, although the right sounds are coming out of the government quarters, the people in corridors of powers and every single person, every man of reason, every sane politician in Pakistan has spoken for the need of an accepted concept of complete provincial autonomy, by that I mean administrative, political and fiscal. Provincial autonomy is perhaps the only one great factor which will bring the warring factions together, the discontented, the mal-contented to come into the main stream of the nation building process and this provincial autonomy

will strengthen this nation. What we need is the power to be returned to the masses to whom it belongs. Let the power go back to the grass roots from which it had been usurped. Concurrent List is a term only used in Pakistan. Almost every single sphere of governance has been usurped by the centre and each subsequent ruler has wanted more and more power and taken it from the provinces leaving the provinces as helpless, toothless tigers at the mercy of this very strong centre. The time has come that real provincial autonomy is granted to the provinces and when I say this, I am neither a rebel nor is anybody else. It is enshrined in the Constitution of Pakistan, provincial autonomy is a guaranteed subject. It is a decided subject. The only thing was that it was put off for ten years and then later on for some more number of years and it is going on and on. The people are deprived of their right, their basic fundamental rights and the chance to take part in the development of a vibrant, liberal Pakistan. A Pakistan which will be modern, englightened. A Pakistan fit for all of us to live in, to work for and to make stronger and stronger and as each and every day goes by when the people have their rights back, they will unite and make the Pakistan of Quaid Azam's dreams a liberal, a free and modern Pakistan as it was envisaged by the father of the nation become real. For the time I thank you sir.

Mr. Acting Chairman: Thank you. Senator Saadia Abbasi Sahiba please take the floor.

Senator Muhammad Enver Baig: Mr. Chairman, there is

nobody in the Prss Gallery, has their matter not been resolved?

Mr. Acting Chairman: I think it has not been resolved. We have done a bit.

Senator Dr. Zaheer-ud-Din Babar Awan: Mr. Chairman, myself and Senator Jamal Khan Leghari we both friends, after we came back from this token boycott of the proceeding of the Senate and we made a request to the members of the press and one of the honourable State Minister was also there. They have three issues basically. No. 1, their grievance is that, that person was injured namely C.R. Shamsi, his medical legal report that has not been received, so, he was forth with medically examined and the procedure is that the person who is examinee, is given the copy of the medical legal report on examination of the M.O. That was not done. Secondly, they wanted the registration of the FIR against the delinquency whosoever they are and they know names of the relevant people and they alleged that it was the Minister as well as one of the body guards of the Minister. And then they talked of the Wage Board Award and their third demand is also pertaining to their professional business and what they have said is that unless these demands are made they are not going to come back into the Press Gallery. This is what they have said.

Mr. Acting Chairman: Sardar Jamal Khan Leghari.

Senator Sardar Muhammad Jamal Khan Leghari: Mr. Chairman, this is exactly what was said over there and I then had a chance to briefly speak to the honourable State Minister also and whatever he

has to say, I think you should call him.

Mr. Acting Chairman: Yes, honourable Minister, please take the floor.

چوہدری ظفر اقبال وڑائچ ، جناب چیئرمین! میں معزز سینیٹرز کے ساتھ صحافیوں کے پاس حاضر ہوا تھا۔ جیسے بابر اعوان صاحب نے فرمایا انہوں نے پہلے نمبر پر Wage Board Award کا مطالبہ رکھا ہوا ہے۔ دوسرے نمبر پر ان کی salaries کا معاملہ ہے جوکہ اخبارات کے مالکان کے ساتھ ان کا پہلے سے چل رہا ہے۔ تیسرے نمبر پر یہ تھا کہ ہماری FIR درج ہونی چاہیے۔ تو FIR یا کیس، بطور State Minister for Interior چونکہ میرا تعلق تھا تو میں نے ان سے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ آپ کی رپورٹ درج ہو چکی ہے۔ جب بھی medico legal report آئے گی تو اسی کو FIR میں convert کر دیا جائے گا۔ دوسرے دو مطالبات سے چونکہ میرا تعلق نہیں تھا لیکن انہوں نے ابھی تک galleries میں آنے سے انکار کیا ہوا ہے۔ National Assembly سے اس وقت وزیر برائے اطلاعات محمد علی درانی صاحب اور ان کے ساتھ دو وزراء اور بھی ان کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ ان سے بات چیت چل رہی ہے۔ اس کا نتیجہ جو بھی نکلے گا وہ آپ کے سامنے آئے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، طارق عظیم صاحب! اگر آپ کے پاس کوئی اطلاع ہو تو بتائیں۔

سینیٹر طارق عظیم خان (وزیر مملکت برائے اطلاعات و نشریات)، شکریہ جناب چیئرمین صاحب! ان کے ساتھ بات ہو رہی ہے۔ جیسے میرے بھائی سینیٹر اعوان صاحب نے کہا میڈیکل رپورٹ جو ہے۔ We are waiting for the medical report. Nobody is above the law. جنہوں نے بھی law کو اپنے ہاتھ میں لیا ہے اور اس کام میں حصہ لیا ہے، کوئی بھی ہو، خواہ وزیر ہو، وزیر صاحب کا کوئی گارڈ ہو، میرا سگا بھائی ہو، اس کے خلاف FIR ہونی چاہیے۔ Proper investigation ہونی چاہیے اور جو بھی culprits اس میں involve ہیں ان کو قانون کے مطابق سزا ملنی چاہیے۔ Let there be no doubt about it. میڈیکل رپورٹ کے

بارے میں نصیر خان صاحب خود look after کر رہے ہیں۔ وہ کوشش کر رہے ہیں کہ رپورٹ جلد از جلد وہاں پر چلی جائے۔ جیسے ہی رپورٹ ملے گی FIR کاٹ دی جائے گی۔ Wage Board کی بات کی گئی ہے۔ Wage Board sir, matter is subjudice. اس میں کچھ problems ہیں جو legal problems ہیں۔ صحافی بھائیوں کی جو آپ نے بات کی ہے کہ کچھ لوگوں کی تنخواہیں ہیں۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ میں وزیر ہوتے ہوئے کہنا چاہوں گا کہ واقعی کچھ مالکان ایسے ہیں جوکہ اخبارات نکال رہے ہیں لیکن اپنے لوگوں کو جو صحافی ہیں ان کو ان کی تنخواہیں بعض اوقات ۶'۶ ماہ تک نہیں ملتیں۔ یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ ہم نے ان سے بات بھی کی ہے۔ پچھلی دفعہ مالکان کے ساتھ جو ہماری میٹنگ ہوئی تھی' چوہدری شجاعت حسین صاحب کی ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے جس کا میں بھی ممبر ہوں اس میں ہم نے بات کی تھی۔ ہم نے مالکان سے بھی request کی ہے کہ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ اسلام آباد میں ایک تو ان کی تنخواہیں اتنی low ہیں لیکن اس کے باوجود اگر لوگوں کو ۶ اور ۸ ماہ تک تنخواہیں نہیں ملتیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی غلط بات ہے۔ ہم نے ان سے request کی ہے کہ لوگوں کو ان کی پچھلی تنخواہیں ادا کی جائیں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، شکریہ' انور بیگ صاحب۔

سینیٹر محمد انور بیگ، منسٹر عظیم صاحب نے کہا ہے کہ جن مالکان نے آٹھ آٹھ مہینے سے payment نہیں کی to those journalists کم سے کم یہ تو کریں کہ گورنمنٹ کے جو اشتہار ہیں' temporarily suspend کر دیں untill the arrears are paid at least گورنمنٹ کی طرف سے کوئی تو gesture آئے towards these poor journalists اس طریقے سے تو معاملہ چلتا ہی رہے گا اگر یہ ذرا سا کوئی action لیں I am sure the owners would do something تو اگر یہ assure کرتے ہیں کہ

that he will stop their advertisements effective from tomorrow morning, I think it will be a very good thing and I am sure the journalists community will come back.

جناب قائم مقام چیئرمین، عظیم طارق صاحب۔

سینیٹر طارق عظیم خان، جناب اس سلسلے میں ایک meeting ہو رہی ہے already یہ option جو ہے ہم اس کو consider کر رہے ہیں اور ہم نے مالکان کو بھی یہ چیز بتا دی ہے کہ this is one of the options which we will infact operate اور ہم انشاء اللہ کریں گے تاکہ we will ensure کہ جو غریب صحافی ہیں، جن کو already میں نے کہا بہت lowly paid ہیں، اسلام آباد کا جو ایک صحافی ہے اس کی ایک minimum تنخواہ ہونی چاہیے تاکہ surviving کے لیے تو اس کے پاس اتنا پیسہ ہونا چاہیے۔ تو ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ ان کے لیے ان کے مالکان کو force کیا جائے اور this is one of the options, we are considering.

جناب قائم مقام چیئرمین، جی مالک صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک، وزیر صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں کہ یہاں پر جن چیزوں کو آپ روکنا چاہتے ہیں جیسے کل میری جو speech تھی آج پاکستان کے تمام اخباروں نے coverage نہیں کی بلکہ نام تک بھی نہیں آیا۔ جہاں آپ جن چیزوں کو روکنا چاہتے ہیں ان کو تو بڑی آسانی سے روک لیتے ہیں اور یہ ہاؤس گواہ ہے کہ میں کل چیختا رہا چلاتا رہا اور آج کسی ایک بھی Newspaper میں even بلوچستان کے Newspaper میں بھی ایک single word نہیں ہے ان کو تو آپ روک سکتے ہیں۔باقی چیزوں کو تو---

جناب قائم مقام چیئرمین، ان کی مسکراہٹ بہت کچھ کہہ گئی ۔ طارق عظیم صاحب۔

سینیٹر طارق عظیم خان، چیئرمین صاحب! ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ آج جتنا پریس آزاد ہے میرا خیال ہے پاکستان کی history میں کبھی آزاد نہیں رہا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، نہیں رہا ہے۔

سینیٹر رضا محمد رضا، وہ سب جو قوتیں ہیں پریس میں ان کی کوئی آواز نہیں ہے ۔ ڈاکٹر صاحب نے درست فرمایا ہے ۔وہ بالکل ان کا ایک رویہ ہے اور حکومت کا رویہ اس میں ظاہر

ہو رہا ہے۔اس ہاؤس کو پریس کے سامنے اتنا blackmail نہیں ہونا چاہیے کہ ہم پوری اپنی کارروائی پریس کے لیے suspend کریں کہ پریس میں آئے۔ پریس بھاڑ میں جائے۔اگر ایسا پریس ہے جس میں جمہوریت کی کوئی آواز نہ ہو، تو ایسے پریس کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہم اپنے عوام کے سامنے بولیں گے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ہمیں بلیک میل نہیں ہونا چاہیے۔ اصولی بات کا ہم دفاع کرتے ہیں لیکن اس کی بلیک میلنگ کی نہیں۔ اس پریس کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ آپ نے کس کی بات رکھنی ہے۔بلوچستان کے حوالے سے نواب اکبر بگٹی کے حوالے سے سب سے موثر تقریر ڈاکٹر مالک کی تھی اب تک جتنی تقاریر ہوئی ہیں یہ کیسا میڈیا ہے، کیسا پریس ہے جس میں ایک لفظ بھی نہیں ہے۔ یہ افسوس ناک رویہ ہے اور یہ استعماری رویہ ہے۔اس استعماری رویے میں پریس شامل ہے۔ہمارا میڈیا اس میں شامل ہے۔ وزیر صاحب اس کو کہیں نہ کہیں پریس کا یہ behavior ہے کہ وہ ہماری آواز ہمارے عوام تک نہیں پہنچاتے ہیں اور ہاؤس میں بیٹھ کر ہم اس کی ہر جائز ناجائز بات کے لیے بلیک میل ہوتے ہیں اور ان کی بات سنتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، صحیح بات ہے۔ سردار جمال لغاری صاحب۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری، جناب ! آج جو شمسی صاحب اور منسٹر سرور خان سے related واقعہ ہے۔ہم لوگوں نے ابھی جا کر پریس سے بھی بات کی اور اپنے فاضل اپوزیشن کے جواراکین ہیں ان سے بھی بات کی لیکن کیا ہم لوگوں نے اپنے منسٹر صاحب کو سنا کہ ان کا کیا موقف ہے۔ہم یہاں بیٹھ کر اگر کوئی فیصلے کر رہے ہیں اور MLC کی رپورٹ کے بارے میں کر رہے ہیں تو اگر وہ واقعہ ہوا ہے تو پھر وہ MLC ہے اس میں اتنی تاخیر کیوں کی جارہی ہے۔MLC report کو فوری طور پر آنا چاہیے

because we can' t have the press ignoring such a very vital session that is going on under your Chairmanship. Thank you.

جناب قائم مقام چیئرمین، جی بالکل، we are taking note of it. اس کا answer ہے میرا بھی میڈیا سے تعلق رہا ہے۔ Live shows پر چلے جائیں پھر نہ میں وہاں

پہنچ سکتا ہوں نہ عظیم طارق نہ کوئی اور ۔لیاقت بنگزئی صاحب۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، افسوس کی بات ہے کہ جس طرح ہمارے رضا محمد رضا صاحب نے فرمایا اور ان کی گواہی پورے ایوان کے جتنے بھی ہمارے سینیٹرز حضرات ہیں وہ ضرور دیں گے کہ آج کسی بھی اخبار میں دیکھیں یہ تو کوئی بات نہیں کہ پریس کی آزادی، پریس کی آزادی تو پریس آزاد نہیں ہونا چاہیے۔ پریس کو اتنی آزادی تو نہیں ہونی چاہیے کہ وہ جس کی چاہے اس کی تقریر چھاپ دے اور جس کی نہ چاہے اس کو نہ چھاپے ۔ ہمارے ان سے بھی کچھ گلے شکوے ہیں ۔ ہم ان کے اصولی موقف کی ضرور تائید کرتے ہیں۔ یہ جو سی آر شمسی صاحب کو زخمی کیا گیا اس کا ہمیں دلی طور پر افسوس ہے اور ہم اس کی مذمت بھی کرتے ہیں لیکن ہم پریس کو بھی اتنی آزادی نہ دیں کہ وہ جو چاہے کرے۔ جناب چیئرمین! آپ خود اندازہ لگائیں کہ کل بلوچستان کے حوالے سے کتنی تقاریر ہوئی ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی بالکل۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی ، جناب والا! کسی کی تقریر کو انہوں نے ایک سطر میں دیا اور کسی کی تقریر کو دوسطری خبر میں اور یہاں ڈاکٹر مالک صاحب کی تقریر کو سرے سے انہوں نے غائب کردیا۔ میں شرط لگاتا ہوں ان کی تقریر کسی ایک اخبار میں مجھے دکھا دیں۔ اس کے پس پردہ کون سے عوامل ہیں جو یہ کام کر رہے ہیں ہمیں ان پر بھی غور کرنا چاہیے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، ہاں یہ بھی دیکھ لینا چاہیے ۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی ، میں اپنے وزیر صاحب سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ وہ ان کو کہہ دیں کہ آپ کے جتنے مسائل ہیں ہم ان کے حل کے لئے ہمیشہ یہاں سے آواز اٹھاتے ہیں۔ پریس کے لئے جتنی ہم نے آواز اٹھائی ہے شاید ہی کبھی اٹھائی گئی ہو۔

جناب قائم مقام چیئرمین ، Code of ethics بھی ایک ہونا چاہیے ۔ Code of ethics ہوتا ہے media اور سب کا۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی ، ان کو بھی کم از کم یہ سمجھنا چاہیے کہ یہاں پر صرف ان کی مرضی ہی نہیں چلے گی۔ پتا نہیں پریس کو کس نے پریس کیا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، پریس بے چاری pressed, ironed ہے۔ جی بالکل ہم اپنی کارروائی تو کریں۔ ہمارا حصہ تو ہو جو آپ کہنا چاہتے ہیں۔ آج ہم آپ کو سنیں گے کل ہم اپوزیشن میں ہوں گے آپ ہمیں سنیں گے۔اس طرح تو معاملہ آگے بڑھے گا۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی ، ہم آپ کی دریا دلی کے معترف ہیں۔ آپ ہمیں سنتے ہیں ہمیں حکومتی لوگ سنتے ہیں ہم ان کو سنتے ہیں لیکن پریس والوں سے بھی ہمیں کافی گلہ ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، ہاں یہ ہے کہ وہ وقت report کریں تو اچھا ہے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی ، ابھی دیکھیں ہمارے عبدالمالک بلوچ صاحب نے پینتالیس منٹ تقریر کی ہے مگر اس کی کوئی خبر کسی اخبار میں نہیں ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، بنگزئی صاحب! میں اس بات کو سمجھتا ہوں ۔ میں خود Information Minister رہا ہوں ۔ اسلام آباد سے مجھے ایک دفعہ پیغام آیا کہ آپ ad بند کردیں وزیراعلیٰ والے، میں نے refuse کردیا۔ میں نے کہا بلوچستان میں یہ روایت نہیں ہے۔ جی سعدیہ عباسی صاحبہ۔

Senator Saadia Abbasi: Mr. Chairman, before I start my speech I would just like to say that the press is not here and the purpose of this whole exercise of this debate on the killing and the murder and the *Shahadat* of Nawab Akbar Khan Bugti is to pay tribute to him and to his memory and to express the solidarity with the people of Balochistan and with his family that the press is not going to cover and the last person who will feel sad any kind of press coverage but I don't think that as far as these proceedings are concerned, we can in any way be ensured that the government will do something about it but we would just like to express and convey our feeling to the people of Balochistan and if it is not covered in the press, I think it would be unfair to the participants of this

debate that is allowed to continue. I think this issue with the press should be resolved and this House should be adjourned and we should continue tomorrow so that at least our message is conveyed through the press to the people of Balochistan to the family of Nawab Akbar Khan Bugti. So, I would request you to please adjourn and meet tomorrow when the press is back into the gallery.

Mr. Acting Chairman: I think you have your own opinion لیکن میرا خیال ہے جو ریکارڈ بنے گا سینیٹ کا that is historical thing اس کو کل بھی کوئی لے سکتا ہے اس کو repeat بھی کیا جاسکتا ہے۔

Senator Saadia Abbasi: Thank you for your ruling and I will continue with my speech. Mr. Chairman, so much has been said on Balochistan in this House that if you look at the legislative history of the debates of Pakistan Parliament no issue has been discussed as much as the Balochistan issue and after the speech of Dr. Malik and I think the words that he used and sentiments that he expressed and the frustration that he expressed and the feeling and the sincerity and the eloquence which he spoke, I think whatever I might say and that w[illegible]t be academic. I would just like to use this opportunity to e[illegible]ss my admiration for the courage and the dignity and for the integrity and the honour of Nawab Akbar Khan Bugti. He was a great man, he was a great leader, he is certain example for future generations of not just Baloch youth but for the people of Pakistan. He is a symbol of resistance what he has done and what he has achieved in death, it is an honour that is

conveyed, that is conferred on very very few people in life. He was a great man and I think the whole of Pakistan mourns his death and the manner in which the death occurred but for us he is a shaheed and he will remain a shaheed. And after I think, Mr. Zulfikar Ali Bhutto, Pakistan today has another leader to whom we will look towards and the youth of this country. When Mr. Bhutto was hanged, the military dictators of that time said that the Pakistan Peoples Party is finished. Today, the third generation of Pakistanis is looking towards the politics and the life of Mr. Zulfikar Ali Bhutto. Similarly, for future generations of Pakistan and I will not say Balochis, for the future generations of Pakistan people will look towards the greatness of Nawab Akbar Khan Bugti and they will celebrate his life rather than they will recall the manner of his death.

The people who perpetrated this crime, they are coward. The so called leader of the Pakistan Army is directly involved in this, General Shujaat Zamir Dar is directly involved in this and they have confessed to it on the first day when the occurrence took place, it was said in the Press that the General called his commander and he congratulated him. Prior to that in a speech he said that he will not know what hit him. So, then the next day in Murree the General went and he said that I know how to use force and I know when to use force. This is a direct confession. In fact, after the Government had to change its stance at least eight times and finally then they brought in the Governor of Balochistan also to say that yes, it was carried on under the direct orders of the Government of Balochistan. These are all lies. This is a crime and even if an FIR is not

gistered, it is still a crime and everybody knows who the criminals are. ly be, they will not be brought to trial before any forum of this country it there will be an ultimate trial before Allah Almighty and nobody can cape that. Nobody can escape what God has in store for them. This is clear message. These are the sentiments of the people of Pakistan.

I had an opportunity to go to Balochistan. I had an opportunity to and visit the family of Nawab Akbar Khan Bugti. I went for my rsonal reasons. Nawab Akbar Khan was friend of my father and I also ent to express solidarity with colleagues here in the Senate and specially . Shahid Bugti, but I had an opportunity to meet the daughter and ighters in law of Nawab Akbar Khan Bugti and Mr. Chairman, each isehold over there has a story of grief and sorrow. Eversince I have ne back, I have not been able to reconcile to a normal life because of at I saw there. There are young boys in their family who have been ed at the ages of 19, 20 and 21. I also have two boys, one is 18 and one 20 and I can well understand that to lose a child, what it means and at one goes through in life and for these women what is it that they e to look forward to. The manner in which Nawab Sahib was killed then the manner in which he was buried, there is a life just of sorrow. re is a life of grief and there is also an urge and a desire for revenge. Is how that they should live their lives or they should look towards the ple of Pakistan and say that they avenge the death of Nawab Akbar n Bugti. Not that the Bugti family have to do it. Nawab Akbar Khan his grave is asking the people of Pakistan to show decency, to show,

humanity and show remorse for what has happened and there are no words, this is the common disgrace of the people of Pakistan. It is not just the disgrace of the Pakistan Army. The Pakistan Army has been humiliated. Is this what the Army should be all about and this that we should behave? Today there is the incident of a Minister beating up a journalist. What kind of people are we? What kind of people have we become? We have become such a wicked and terrible people and is this that what we should do, that what should they do, that the Army and a Muslim Army should be killing other Muslim people of their own country. What has this Army ever achieved for Pakistan? It is a parasite and it is a drain on the resources of this country. And what right do they have to take the law into their own hands. If he had committed any crime, he should have been brought before tribunal. It has no credit to Pakistan Army what it has done. It is shameful and they will pay for it but it is my appeal to the people of Balochistan and it is my appeal to the legislators of this House that for God's sake work for the unity and for the integrity of our country and to express your solidarity and have the courage to speak out what is wrong and do not be a part of it. You cannot live your life as coward. It is time to stand up and to speak against the inhumanity of what has occured in Balochistan and to feel remorseful and to ask for forgiveness of God for what we have done. It is our common crime. It is not just the crime of a few people. I will conclude only by saying that Sanaullah Baloch is not here. We miss his presence because sir, he has been speaking and speaking and speaking about it. Two of his brothers

are in confinement and they do not know where they are. It is time that all this be stopped. The family members of Nawab Akbar Bugti have returned and all other young people of Balochistan who are languishing in jails for speaking for their rights, they should be released forthwith and the process of the conciliation should be started with the people of Balochistan. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Acting Chairman: Thank you madam. Senator Babar Awan sahib, please take the floor.

اب گزارش ہے کہ ذرا وقت کا خیال رکھیئے گا کیونکہ ابھی بھی ایک درجن سے زیادہ speakers ہیں جو بولنا چاہتے ہیں۔ شکریہ۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں بھی پوری قوم کے اس غم، دکھ، الم، غصے، رنج، شرمندگی اور ندامت میں شریک ہوں جو ایک ایسے شخص کی extra-judicial, ultra-Constitutional and supra law murder پر پورے ملک میں موجود ہے۔ جس کی پارٹی پاکستان کے سب سے بڑے ایوان سینیٹ میں موجود ہے، جس کی جماعت قومی اسمبلی میں موجود ہے، جس کی جماعت صوبائی اسمبلی میں موجود ہے اور اس کو شہید کیا گیا۔ میں شہید کے بارے میں صرف ایک concept ایوان کے سامنے جناب چیئرمین! آپ کی اجازت سے رکھنا چاہتا ہوں اور وہ concept یہ ہے کہ میں جذبات سے نہیں کہوں گا، میں محبت سے بھی نہیں کہوں گا، میں عقیدت سے نہیں کہوں گا اور کسی سیاسی نظریہ کی بنیاد پر بھی نہیں کہوں گا بلکہ میں تاریخ کے حوالے سے یہ بات کہوں گا جناب چیئرمین! کہ شہید وہ ہوتا ہے جس کے پاس زندگی اور موت کے درمیان margin ہو اور فیصلہ کرنے کا اختیار اس کے پاس ہو کہ وہ مرنا چاہتا ہے یا زندہ رہنا چاہتا ہے۔ اس معیار پر اگر آپ دیکھیں تو آپ کو سیاسی فلسفے کی دنیا میں صرف تین اشخاص ایسے ملیں گے۔ مذہبی بات فی الحال نہیں کرتا۔ جن کے پاس زندگی اور موت کے درمیان فیصلہ کرنے کا اختیار آیا، انہوں نے زندگی کو اپنانے کا فیصلہ تج دیا اور موت کو گلے

لگا لیا۔ پہلا شخص سقراط تھا، اس کے شاگرد اس کے قدموں میں لوٹ کر اس کی منتیں کر رہے تھے کہ موت کی طرف مت جاؤ زہر کا پیالہ مت پیو۔ دوسرا شخص "If I am assassinated" پڑھیئے، شہید قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو تھے، جن کے پاس زندگی اور موت کے درمیان فیصلہ کرنے کا اختیار آیا تو انہوں نے کہا کہ میں جرنیل کی مانگی ہوئی زندگی پر خود اختیار کی ہوئی موت کو ترجیح دیتا ہوں۔ تیسرا منظر آپ کو پاکستان کی سیاست میں اکبر بگٹی کی شہادت میں ملے گا اور ایک عجیب اتفاق ہے کہ بھٹو صاحب کا نام بھی "ب" سے شروع ہوا، بگٹی صاحب کا نام بھی ب سے شروع ہوا۔ اکبر شہباز خان بگٹی کے نام میں جو شہباز کا لفظ تھا اس نے ثابت کر دیا کہ وہ واقعی شاہین تھا۔ وہ واقعی پہاڑوں کے اوپر رہنے والا، بسنے والا، پہاڑوں کی طرح بلند حوصلے کا ایک شخص تھا۔ زندگی اور موت کے درمیان جب فیصلے کا اختیار آیا تو اس نے موت کو گلے لگا لیا۔ لیکن میں رنج میں ڈوبا ہوا، الم میں کھویا ہوا، تکلیف میں مبتلا پنجاب کے سینیٹر کی حیثیت سے اس وقت بلوچستان کا مقدمہ لے کر آپ کے پاس پیش ہو رہا ہوں۔

میں آپ کو پہلا منظر دکھانا چاہتا ہوں اور وہ منظر تاریخ ہے۔ منظر یہ ہے کہ 1947 میں نہرو، نواب محمد خان جوگیزئی کے پاس جاتے ہیں اور ان کو کہتے ہیں کہ تمہاری آزاد ریاست ہے، اگر تم اس کا الحاق پاکستان کے ساتھ نہ کرو تو تم کو اس وقت کے بارہ کروڑ روپے اور ایک آزاد مملکت بلوچستان کے اندر ملے گی۔ میں کس طرح سے اور کس منہ سے آج نواب محمد خان جوگیزئی کی اولاد کو شکل دکھاؤں، ایک پاکستانی کی حیثیت سے، قائد اعظم کے ایک فرزند کی حیثیت سے، پنجاب کے ایک سینیٹر کی حیثیت سے جناب والا! میرے ہاتھ میں ایف آئی آر کی کاپی ہے۔ یہ ایف آئی آر بغاوت کی ایف آئی آر ہے اور یہ ایف آئی آر ان نواب صاحب کے پوتے نواب ایاز خان جوگیزئی کے خلاف کاٹی گئی ہے۔ یہ ایف آئی آر کوئٹہ میں کاٹی گئی ہے۔ ان کا جرم یہ ہے، جس طرح کسی نے کہا تھا کہ

کسی نے رپٹ یہ جا کر لکھوائی ہے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

نواب ایاز خان جوگیزئی سینیٹر نے صرف جمہوریت کی بات کی ہے اور کہا ہے کہ لوگوں کو ماورائے عدالت قتل کرنا آئینی طور پر جرم ہے۔ اس منظر کے ساتھ ایک دوسرا منظر میں آپ

کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ وہ منظر بھی میرا ذاتی تخیل نہیں ہے، میرا سیاسی تصور نہیں ہے۔ وہ منظر کسی سیاسی نظریہ ضرورت کی پیداوار نہیں ہے۔ جناب والا! میرے ہاتھ میں قائد اعظم محمد علی جناح بانی پاکستان کی 25 جون 1947 کی اپیل ہے جب انہوں نے بلوچ سردار سے اپیل کی کہ تم پاکستان کے حق میں ووٹ دو۔ انہوں نے کن الفاظ میں یہ اپیل کی تھی۔ جناب والا! وہ میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ،

"The Balochistan only can exist in Pakistan politically, geographically and economically, it will be in the interest of the people of Balochistan to join Pakistan constituent assembly, it is for Pakistan alone that can help them in their educational, social, economical and political uplift."

جناب والا! میں اپنے آپ سے یہ سوال کرتا ہوں، اس لئے کہ جب ہم ان ایوانوں میں آتے ہیں جناب چیئرمین! ہم یہاں پر بات کرتے ہیں، جناب چیئرمین! ہم اپنی بات نہیں کرتے، ہم لوگوں کی بات کرتے ہیں، ہم قوم کی بات کرتے ہیں، ہم فیڈریشن کی بات کرتے ہیں، Rule of law کی بات کرتے ہیں، آئین کی بالادستی کی بات کرتے ہیں، جمہوریت کی بات کرتے ہیں، ہم چاروں صوبوں سے برابری کی بات کرتے ہیں۔ لوگ ہماری طرف دیکھ کر یقیناً ایک بات کہتے ہیں کہ گفتند، نشستند، برخاستند۔ آپ جو کہتے ہیں اس کا اثر نہیں ہوتا۔ اس پر کسی نے کہا تھا کہ

ہم کو شاہوں سے عدالت کی توقع تو نہیں
آپ کہتے ہیں تو زنجیر ہلا دیتے ہیں

میں یہ زنجیر عدل آپ کے سامنے ہلا رہا ہوں۔ میں یہ سوال کرتا ہوں کہ آج نواب جوگیزئی کے پوتے سے جو سلوک ہو رہا ہے کیا یہ قائد اعظم کے فرمان کے مطابق ہے۔ وہ اکبر شہباز خان جو جوگیزئی کے بعد دوسرا شخص تھا، اس وقت چھبیس یا پچیس سال کا نوجوان تھا اس نے ہندوستان کی بجائے پاکستان کے ساتھ شامل ہونے کا جو جرم کیا تھا، اگر اس کی یہ سزا ہے تو یہ حکومت، یہ establishment خواہ وہ خاکی establishment ہو، خواہ وہ سفید establishment ہو، خواہ وہ پچھلے دروازے سے بارہ اکتوبر 1999 کو آنے والی

establishment ہو' یہ پاکستان کے حق میں ووٹ دینے والوں کو کس جرم کی کیا سزا دے کر پاکستانی عوام کو کیا پیغام دینا چاہتے ہیں۔ میں اس کو کہتا ہوں کہ یہ ایک لمحہ شرمندگی ہے' لمحہ ندامت ہے' پوری قوم کے لئے' پاکستانیوں کے لئے اور ان حکمرانوں کے لئے جن کا پاکستان کے بنانے کے سلسلے میں کوئی contribution نہیں ہے۔ ان میں سے بے شمار تو ایسے ہیں جو بدقسمتی سے پاکستان بننے کے بعد اپنی معاشی مجبوریوں کی وجہ سے 1949 and 1950 میں پاکستان آئے' اس لئے ان کو اس دکھ کا' اس الم کا' اس کرب کا اندازہ نہیں ہو سکتا جس سے گزر کر ان لوگوں نے اس وقت ایک option چھوڑ کر دوسرا option voluntarily اختیار کیا اور پاکستان کے ساتھ کھڑے رہے۔ میں ان بیٹوں کو خواہ وہ جوگیزئی صاحب کا بیٹا ہو' خواہ وہ اکبر بگٹی کا بیٹا ہو' خواہ وہ بلوچستان کے کسی settler کا بیٹا ہو' خواہ وہ بلوچستان کے کسی بلوچ کا بیٹا ہو' خواہ وہ بلوچستان کے کسی پشتون کا بیٹا ہو' جو آج بھی ان حالات کے باوجود فیڈریشن اور پاکستان کا نام لیتے ہیں' میں ان کی جرأت کو' ان کی عظمت کو' ان کی استقامت کو اور ان کی پاکستانیت کو سلام پیش کرتا ہوں۔

جناب والا! میں دوسری بات یہ کہنے لگا ہوں کہ بلوچستان میں ساٹھ کی دہائی میں' بلکہ fifties کی دہائی میں 53ء میں غالباً ایک blame game کا آغاز ہوا۔ وہ blame game sixty کی دہائی میں چلتی رہی۔ Fifties میں فوجی مداخلت اور blame game آتی ہے اور sixties میں پھر فوجی مداخلت اور blame game آتی ہے۔ Seventies ' میں تیسری دہائی میں پھر فوجی مداخلت اور blame game آتی ہے۔ آج نئی صدی میں پھر ایک فوجی .action یہ میجر بل مور کی وردی میں مجھے کون نظر آ رہا ہے؟ جس نے اٹھارویں صدی میں بگٹیوں پر پہلا حملہ کیا تھا۔ آج تو میجر بل مور پاکستان میں موجود نہیں ہے۔ آج بلوچستان کے ساتھ British colony جیسا سلوک کیوں کیا جا رہا ہے؟

جناب والا! اس blame game کو great game کی طرف لے جانے والا agenda کس کے پاس ہے؟ آج میں ایک اور سوال آپ سے کرنا چاہتا ہوں۔ کیا کوئی شخص on record مجھے بتائے گا کہ جن پارٹیوں نے ابھی اس ہفتے Parliament کے زیریں ایوان کو چھوڑا' بلوچستان کی اسمبلی کو چھوڑا' انہوں نے بھی action سے پہلے کسی نے کہا ہو کہ ہم پاکستان کے

ساتھ نہیں رہنا چاہتے تو وہ ایوان میں بتایا جائے کہ کس نے کہا ہے؟ تو پھر وہ کون ہے جو پاکستان میں federation کی بنیادوں کو ہلا رہا ہے۔ وہ کون ہے جو پاکستان کے چار صوبوں کو لڑانے کے لیے یہ اعلان کرتا ہے' مری کے جلسے میں کھڑا ہو کے یہ اعلان کرتا ہے کہ تم آگے چلو' جرات کے ساتھ پریشن کرو۔ میں دس دفعہ تمہارا ساتھ دینے کے لیے تیار ہوں۔ وہ کون ہے؟ یہ چہرے بے نقاب ہو چکے ہیں جناب والا۔ یہ بہت لمبی بحث ہے۔ اللہ نہ کرے کہ اس بحث کا انجام وہ ہو جو 1958ء میں جو بحث شروع ہوئی تھی اور جس کا انجام 1971ء میں پاکستان نے دیکھا۔ تاریخ میں کہتے ہیں اس کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ تاریخ سے کوئی سبق نہیں سیکھتا۔ قوم کی تاریخ میں اگر کسی پر بات صادق آتی تو پاکستان کی establishment ہے' پاکستان کی establishment ہے اور پاکستان کی establishment ہے۔

جناب والا! کیا بلوچستان کا مقدمہ سیاسی ہے؟ کیا بلوچستان کا مقدمہ تین سرداروں کا مقدمہ ہے؟ کیا بلوچستان کا مقدمہ کوئی black mailing کا مقدمہ ہے اور کیا بلوچستان کا مقدمہ اپنی حیثیت اور اوقات سے بڑھ کر سیاسی خواہشات کا مقدمہ ہے؟ ایسا یقیناً نہیں ہے۔ میں ایک دفعہ کچھ حقائق کی طرف آپ کی توجہ چاہتا ہوں جناب والا! پہلی حقیقت ' بلوچستان کو پہلی دفعہ صوبے کا باقاعدہ درجہ 1969ء میں دیا گیا اور آج یہ صورت حال ہے۔ میں دعوے کے ساتھ دو باتیں آپ سے کہنا چاہتا ہوں۔ آپ کا تعلق بھی بلوچستان کے ساتھ ہے کہ اس وقت جو بلوچستان کی establishment ہے اور اس کا جو انچارج وہاں بیٹھا ہوا ہے' Chief Minister Sahib اس کے پا[illegible] local magist[illegible] جتنے بھی اختیارات نہیں ہیں اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ شخص آج کو[illegible] سے نکل کر چار ضلعے cross کر کے by road اپنے گاؤں اور اپنے گھر نہیں جا سکتا۔ یہ لوگ وہ ہیں جن کے پاس بلوچستان کو گروی رکھ دیا گیا ہے' جن کی کوئی سیاسی backing کوئی سیاسی حیثیت بلوچستان کے اندر موجود نہیں ہے۔

دوسری بات جناب والا! 1952ء میں' ایک اور حقیقت ' پہلی دفعہ قدرتی گیس بگٹی اور سوئی کے علاقے میں دریافت ہوئی۔ جناب والا ! پوری قوم جانتی ہے 1955ء سے اس کی commercial supply شروع ہو گئی۔ میں سوال کرنا چاہتا ہوں۔ یہاں پر وزیر صحت فرما رہے تھے کہ 1998ء میں ہسپتال بنا۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس کی دیواریں گری ہوئی ہیں ان کو

دوبارہ تعمیر کریں۔ یہ وفاق کا طرز عمل ہے' یہ وفاق کا سلوک ہے' یہ وفاق کی توجہ ہے' یہ وفاق کی مہربانی ہے کہ اب انہوں نے دوبارہ اس کو پلستر کرنا شروع کر دیا ہے۔ 1955ء سے جو commercial gas supply ہونی شروع ہوئی' وہ Sui Southern ہو' Sui Northern ہو' میں سوال کرتا ہوں آج مجھے وفاقی حکومت بتائے کہ اس گیس کے کیا ثمرات بلوچستان کے لوگوں کو ملے؟ اس گیس کے کیا ثمرات بگٹی کو ملے؟ اس گیس کے کیا ثمرات مری کے علاقے کو ملے؟ اس گیس کے کیا ثمرات بلوچستان کے down trodden غریب لوگوں' بے کسوں' مجبوروں' بیواؤں' یتیموں اور جن کے سر پر دوپٹے نہیں' جن کے سر پر باپ نہیں' جن کے سر کے اوپر سایہ نہیں' ان لوگوں کو کیا حصہ ملا ہے؟

تیسری حقیقت جس کی طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں جناب! یہ بہت important سوال ہے۔ آپ نے دیکھا کہ جب فلسطینیوں کی زمینوں پر قبضہ کیا گیا تو کیا کہا گیا تھا؟ یہ میں 46ء کی بات کر رہا ہوں۔ اس وقت یہ کہا گیا کہ باہر سے بڑی investment آ رہی ہے۔ روس سے بھی یہودی آ گیا' فرانس' بلجیم' امریکہ اور برطانیہ سے بھی یہودی آ گئے۔ فلسطین کے اندر investment آ رہی ہے۔ تقابل نہ کرنا چاہیں تب بھی حقائق وہی ہیں۔ بلوچستان کی پوری کوسٹ' دعوے سے کہتا ہوں اور میں حقائق لے کر آیا ہوں' پوری کوسٹ کو کوڑیوں کے داموں non residential لوگوں کے ہاتھوں میں فروخت کر دیا گیا اور اس کا ثبوت کیا ہے؟ یہاں بیٹھے ہوئے بلوچ جو آپ کے سامنے ہیں کتنے housing projects یہ چلا رہے ہیں؟ گوادر کے اندر کتنی housing colonies کے کاکڑ صاحب' مالک صاحب' بلیدی صاحب یا رحا صاحب مالک ہیں؟ کون مالک ہے؟ آپ کو صرف ایک مخصوص land mafia نظر آئے گی جس کے پاس پوری بلوچستان کی کوسٹ کو ایک منصوبے کے تحت throw away prices پر فروخت کر دیا گیا۔

جناب والا! ایک اگلی حقیقت' دوسری طرف دیکھیے یہ پاکستان کو کون ungovernable بنا رہا ہے یہ پاکستان میں کون regional irritance پیدا کر رہا ہے؟ ۱۹۴۷ء میں' میرے پاس یہ انڈین یونین کا آئین ہے اور اس constitution کے اندر پندرہ ریاستوں کا اندراج ہے ۱۹۴۷ء میں اور آج ۲۰۰۶ء میں ہندوستان شیڈولڈ ایریا' ٹرائبل ایریا اور ریاستیں شامل

کرکے پچاس ریاستوں کا مالک ہے جہاں پر علیحدہ زبانیں، علیحدہ کلچر، لوگوں کی سوچ علیحدہ، رنگ علیحدہ، نسل علیحدہ، قبیلے علیحدہ، اس کے باوجود وہ ایک functional ملک ہے اور وہ صرف اور صرف اس لئے جناب والا! کہ وہاں پر ایک functional democracy ہے۔

ایک اور اگلی حقیقت جس کی طرف میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ کیا اس قسم کی شکایت پیدا ہو تو فوجی مشن اس مسئلے کو حل کرسکتا ہے؟ میں آپ کو صرف ایک مثال دینا چاہتا ہوں۔ دور سے مثال نہیں دینا چاہتا ہوں دریائے آمو سے اس پار روس کی مثال دینا چاہتا ہوں۔ اس صدی اور پچھلی صدی میں ستاروں کی جنگ سے لے کر ولادی میر جو space station بنا اس سے لے کر جدید ترین ٹیکنالوجی تک، ایک ملک کے پاس امریکہ سمیت اتنی بڑی فوج نہیں دیکھی جتنی بڑی فوج روس کے پاس تھی، جب لوگ راضی نہیں رہے تو وہ فوج روس کو متحد نہیں رکھ سکی، جب لوگ راضی نہیں رہے، لوگ بھوک سے مرنا شروع ہوگئے تو وہ روس جس کو آہنی دیوار کے پردے کے پیچھے رکھا گیا تھا وہ روس روئی کے گالوں کی طرح ہوا میں بکھر گیا۔

میں یہ کہنا چاہتا ہوں جناب والا! کہ اس وقت دو باتوں سے سبق سیکھنا چاہیے۔ ایک بات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے ہے جو فتح مکہ والے دن ہوا اور دوسرا آپ نیلسن منڈیلا کے کالے ملک سے یہ سفید اور روشن اور واضح مثال لے سکتے ہیں کہ ان مسائل کے حل کے لئے آپ کو truth and reconciliation commission بنانا پڑے گا۔ قومی مفاہمت کا کمیشن بنانا پڑے گا۔ لوگوں کی بات سننی پڑے گی۔ جس کا باپ مارا جائے وہ گالی دیتا ہے۔ جس کا دادا مارا جائے وہ گالی دیتا ہے۔ اس کی گالی بھی آپ کو سننی پڑے گی، آپ کو معافی بھی مانگنی پڑے گی، آپ کو معذرت بھی کرنی پڑے گی۔ لوگوں کو ساتھ رکھنا ہے تو پھر آپ کو یہ سارا کچھ کرنا پڑے گا۔

جناب! میں اس سلسلے میں تین تجاویز آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں اور اس سے پہلے میں آپ کی اجازت سے اس حوالے سے دو articles کو میں property of the House بنا رہا ہوں۔ آپ اجازت دیں تو میں ممبران کو تقسیم کرا دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی سیکریٹری صاحب کو دے دیں۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، بہت مہربانی۔ پہلا I will be very brief and short.

اس وقت اعتماد لرز گیا ہے' اعتماد اٹھ گیا ہے' اعتماد کی دولت لٹ گئی' اعتماد بحال کرنے کے لئے آپ کو confidence building measures کرنے پڑیں گے۔ میں ایک broad line دے دیتا ہوں۔ مہربانی کرکے Leader of the House اس پر توجہ فرمائیں اور یہاں اگر کوئی اس قابل وزیر بیٹھے ہوئے ہیں جو کہ notice لے رہے ہیں تو وہ بھی اس پر توجہ فرمائیں۔

جناب والا! قومی مفاہمت کے لئے پہلا اصول یہ ہے بلوچستان کو specific model بنا کر' میں یہ reconciliation and truth کی بات کر رہا ہوں' کمیشن کی بات کر رہا ہوں۔ پہلا جناب والا! یہ کہ بلوچستان کی جغرافیائی strategic اور سیاسی اہمیت کو فوراً تسلیم کیا جائے۔ ایک ایسا صوبہ جس کو آپ نے 1969 میں صوبے کا درجہ دیا ہے' اس کو آپ پنجاب' کراچی' اسلام آباد اور لاہور کے ساتھ رکھ کر مت دیکھیں' اس کی اپنی ایک geopolitical strategic حیثیت ہے' اس کو سامنے رکھتے ہوئے اسے ایک entity کے طور پر تسلیم کریں۔ دوسری بات' لوگوں سے مزید قربانی نہ مانگی جائے۔ لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ آپ اس ملک کے لئے قربانی دو' نظریہ پاکستان کے لئے قربانی دو' دو قومی نظریہ کے لئے قربانی دو' وفاق کے لئے قربانی دو۔ جناب والا! وقت آ گیا ہے کہ جب وفاق کی حکومت کو اور پاکستان کی establishment کو' بلوچستان کو خصوصی حیثیت رکھنے والا صوبہ declare کرنا چاہیے۔ اگر آپ great game کو روکنا چاہتے ہیں' اگر آپ blame game کو بند کرنا چاہتے ہیں تو اس کے علاوہ کوئی دوسرا چارہ کار آپ کے پاس نہیں رہ گیا۔ تیسرا جو فوری کرنے والا کام ہے' وہ کام یہ ہے کہ سپریم کورٹ کے ججوں پر مشتمل' ڈپٹی کمشنر کو کوئی نہیں مانے گا' سیشن جج کو بلو کو بھی کوئی نہیں مانے گا اور ہو سکتا ہے وہاں کے کسی مقامی آدمی کو بھی کوئی نہیں مانے گا' کم از کم تین رکنی ایک full bench پر مشتمل کمیشن قائم کیا جائے' وہ کمیشن Inquiries Act کے تحت وفاقی حکومت یا Chief Justice of Pakistan سے درخواست کرے کہ آپ کمیشن بٹھائیں' کمیشن معلوم کرے کہ

اکبر بگٹی کیسے مارے گئے، کمیشن معلوم کرے کہ حملہ کیسے ہوا، کمیشن معلوم کرے کہ سچ کیا ہے؟

میں نے تو سات باتیں سنی ہیں۔ جناب! جس دن ہم غم اور دکھ میں ڈوبے ہوئے تھے تو پہلی بات ہم نے سنی کہ مبارک ہو وہ مارا گیا' ایک وزیر۔ اگلے دن ایک اور وزیر آیا' جی نہیں وہ ہمارا target نہیں تھا' اگلے دن ایک تیسرا وزیر آیا' اس نے کہا پتا نہیں کیا ہوا وہ مارا گیا۔ چوتھا وزیر آتا ہے' وہی جس کے خلاف سی۔ آئی۔ ایس نے پرچے کی درخواست دی ہے' وہ کہتا ہے پتا نہیں مرا کہ نہیں مرا۔ پانچواں وزیر آ جاتا ہے' وہ کہتا ہے کسی وجہ سے غار گر گیا اور وہ مر گیا۔ اگلے دن چھٹا وزیر آتا ہے اور وہ کہتا ہے حالات معلوم کر رہے ہیں۔ پھر ایک فوج کا جرنیل آتا ہے' وہ ایک fake غار دکھاتا ہے' استعمال ہونے والے اسلحے کا نام ساری دنیا کو پتا ہے' ساری دنیا کو اس operation کا نام پتا ہے' green arrow اس operation کا نام تھا۔ ساری دنیا کو اس میں شامل فوجیوں کے بھی نام معلوم ہیں۔ میں کہتا ہوں قوم کو سچ بتانے میں کوئی حرج نہیں ہے' اگر آپ قوم کو سچ نہیں بتائیں گے تو پھر .Geo T.V والے نہیں کر سکیں گے' ARY والے نہیں کر سکیں گے' پھر بھارت کا .ZEE T.V آپ کے مشرقی پاکستان کے حوالے سے حمود الرحمٰن کمیشن کی رپورٹ نکالے گا اور آپ کے منہ پر دے مارے گا۔ اس وقت کا انتظار کرنے سے پہلے اپنے لوگوں کو سچ بتایا جائے۔

دوسرا اقدام' اس وقت short term measures کی ضرورت ہے۔ جناب والا! میں آپ کے توسط سے Leader of the House کی توجہ چاہ رہا ہوں۔ Short term measures کی بہت شدید ضرورت ہے' لوگوں کے زخموں پر مرہم رکھنے کی ضرورت ہے' لوگوں کے چیرے ہوئے کلیجوں کو مندمل کرنے کی ضرورت ہے۔ میں جو short terms measures کہنے لگا ہوں اس میں پہلا یہ کہ مقامی شخص کو بلوچستان کا گورنر تعینات کیا جائے اور اگر دوسرے صوبے سے گورنر لانا ضروری ہے تو پھر پنجاب کے لئے سندھ کا گورنر لے آئیں' لوگوں کو پتا لگے کہ کتنا اچھا ہوتا ہے' دوسرے صوبے کے ساتھ بھی interaction بڑھ جائے گا۔ ورنہ اس صوبے کو عزت دی جائے' وہاں کا مقامی شخص وہاں پر گورنر لگایا جائے۔ اگلا یہ کہ مقامی شخص کو Chief Secretary لگائیں' نہیں لگا سکتے تو صوبہ سرحد سے ایک Chief Secretary پنجاب میں بھی لے

آئیں تو لوگوں کو پتا لگے کہ دوسرے صوبے کا Chief Secretary پنجاب میں بھی لگ سکتا ہے اور یہ ایک fair exercise ہے۔ جناب والا! یہ دونوں وہاں پر مقامی نہیں ہیں۔ تیسرا یہ ہے کہ غیر مقامی شخص کو جو پنڈی کا سابق SSP ہے اس کو وہاں پر .I.G لگایا' out of turn promotion دی' کچھ لوگوں کا وہ وفادار تھا' کچھ لوگوں کا پروردہ تھا' کچھ کا تابعدار تھا' اس کی تابعداری' وفاداری اور پروردگی کی وجہ سے وہاں پر .I.G لگایا۔ نہیں کر سکتے تو بلوچستان سے ایک پولیس آفیسر کو لا کر I.G. Punjab لگاؤ۔ Quickly میں اگلے اقدامات بتانا چاہتا ہوں۔

Federal Public Service Commission میں اس وقت بلوچستان کا کوئی member نہیں ہے' وہ members لگانے جائیں۔ بلوچستان کا کوئی شخص اس وقت ہمارے diplomatic tops میں بطور سفیر تعینات نہیں ہے' وہاں سے سفیر لگانے جائیں' بلوچستان سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص جناب والا! وفاقی سیکرٹری نہیں ہے' وفاقی سیکرٹری لگانے جائیں۔ Oil and Gas Development Corporation Chairman جس صوبے سے یہ سارا کچھ نکلتا ہے' وہاں سے ہونا چاہیے' Sui Southern اور Sui Northern کے General Managers بلوچستان سے ہونے چاہئیں۔ چھوٹی بڑی 70 corporations ہیں' Government, Semi Government, Autonomous, Semi Autonomous, Independent Corporations ان کے Chairmen بھی وہاں سے ہوں۔ سابق جرنیلوں کو وہاں سے ہٹا دیا جائے pensions بھی کھا رہے ہیں اور corporations کے بھی Chairmen ہیں' وہاں پر بلوچستان کو حصہ دیا جائے۔ گوادر کی ہزاروں نہیں لاکھوں ایکڑ زمین' ڈاکٹر صاحب! ٹھیک کہتا ہوں لاکھوں ہیں' لاکھوں ایکڑ زمین جو کوڑیوں کے بھاؤ non resident لوگوں کو allot ہوئی' اس کو فوراً cancel کیا جائے۔

اس حوالے سے دو تین باتیں اور بڑی اہم ہیں۔ بلوچستان سے تعلق رکھنے والے جو لوگ تھے' مختلف حوالوں سے ان کی نوکری کی age گزر گئی' وہ ہزاروں بچیاں ہیں' ہزاروں بچے ہیں' آپ لوگ IMF کے کہنے پر consultants بھرتی کرتے ہو کہ اس کو 3 لاکھ روپے میں consultant لگاؤ۔ آپ لوگ Asian Development Bank کے کہنے پر ان کے consultant لگاتے ہو' آپ سے جبراً لگوانے جاتے ہیں۔ آپ لوگ World Bank کے کہنے پر' ان کے bat aid کے نام پر' targetted aid کے نام پر' وہ کشکول جو توڑ دیا' اس کشکول میں

رکھ کر ان کو نوکریاں بھی دیتے ہو۔ جناب والا! میں یہ مطالبہ کرنا چاہتا ہوں کہ short term measure کے طور پر بلوچستان سے تعلق رکھنے والے Matric certificate سے لے کر Master Degree holders تک ایسے بےروزگار لڑکیاں اور لڑکے جن کی عمر گزر گئی over age ہو گئے' ان کو فوراً نوکریاں دی جائیں۔

دو آخری۔ بلوچستان میں 47 سے پہلے trading zone سے ' اس trading zone سے افغانستان کے ساتھ trading ہوتی تھی' آج بھی ہوتی ہے' illegal ہوتی ہے' ایران کے ساتھ trading تھی' آج بھی ہوتی ہے' illegal ہوتی ہے۔ میں مطالبہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں بلوچستان میں ایک trading zone بنایا جائے۔ جناب والا! short term measure میں last measure یہ ہے کہ بلوچستان کی پوری آبادی کے اندر division کی سطح پر tax free zones بنائے جائیں۔ پنجاب میں بنائے جا چکے' Frontier میں بھی دو zones بنے تھے' بلوچستان اس سے محروم ہے ۔ Long term constitutional چار measures ہیں جو میں آپ کی اجازت سے آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

جناب والا! پہلا measure یہ ہے کہ اس وقت قومی دولت کو میں اپنے بلوچستان کے حوالے سے گزارشات کی punch line کہتا ہوں' قومی دولت جتنی بھی ہے' distribution of the State Wealth کو Senate of Pakistan کے ماتحت کیا جائے تاکہ چاروں صوبوں کے 25, 25 بیٹھنے والے ممبران اپنے اپنے مفاد کے لیے اس پر نظر رکھ سکیں۔ دوسرا long term constitutional measure یہ ہے کہ Senate کو fiscal اور budgetary اختیارات دیے جائیں' ہم تماشا دیکھنے کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس بجٹ میں یہ ہوا کہ ہم نے جو تجاویز دیں' اس وقت کے یہاں پر جو Incharge وزیر تھے' وہ تشریف لائے' انہوں نے کہا کہ یہ Assembly کی مرضی ہے اور حکومت کی مرضی ہے کہ آپ کی تجاویز کو وہ مانیں یا آپ کی تجاویز کو نہ مانیں۔ یہ پاکستان کے مفادات کے تحفظ کے لیے Federation کو بچانے کا آخری موقع ہے' اس لیے میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ بجٹ کے اختیارات اور fiscal monitoring کے اختیارات فوری طور پر Senate کے حوالے کیے جائیں۔ آخری long term میں proposal دینا چاہتا ہوں' وہ یہ ہے کہ عملی صوبائی خودمختاری کا وقت آگیا ہے' دعووں سے کچھ نہیں ہو گا کہ ہم بڑے pojects بنا

رہے ہیں۔ بڑے projects ہمارے پاس ہیں۔ اب monitoring, fiscal monitoring آئے گی، ہم بتائیں گے، ان بڑے projects میں سے غریبوں کے لیے کتنے بن رہے ہیں اور فوجی کالونیوں کے اندر کتنے بن رہے ہیں۔ ہم بتائیں گے کہ Cantonment Board کے اندر کتنے بن رہے ہیں اور خضدار، کوہلو اور تفتان کے اندر کتنے بن رہے ہیں، ہم اس وقت لوگوں کو بتائیں گے لیکن اس سے پہلے کی صوبائی خودمختاری دی جائے۔ Higher Education Commission جیسے ادارے جو Federation کے یونٹوں کی legislation پر transgress کرتے ہیں، ان کو فوری طور پر ختم کیا جائے۔

جناب والا! مجھے لگتا ہے کہ بدقسمتی سے جس طرح اور بہت سے tenders, so called, war against terrorism, liberalization of the society اس حکومت کے نام نکلے ہیں، ایک اداروں کی تباہی کا ٹینڈر بھی اس حکومت کے نام آیا اور اس ٹینڈر کی آخری کڑی کل سپریم کورٹ میں رکھی گئی، چھ مہینے کے لیے دو ایڈہاک جج لگائے گئے، ظلم کی انتہا ہے کیا حکومت Steel Mills case کا بدلہ لینا چاہتی ہے Supreme Court of Pakistan سے۔ ایک retired judge جس کو پہلے سال دیا گیا، اس کو کلرک کی طرح چھ مہینے کے لیے بھرتی کیا جائے، یہ سپریم کورٹ کی توہین ہے۔ اس وقت اگر آپ نے کوئی جج لگانا ہے تو بلوچستان سے کسی کو elevate کر دیں، اچھا message جائے گا، ان کو سپریم کورٹ میں لائیں، اس طرح کے اقدامات بند کریں۔

جناب! آخر میں conclude کرتے ہوئے دو علیحدہ علیحدہ باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ جناب والا! یہ کنجوسی، کم ظرفی ہے کہ اگر بزدل کو بزدل، دلیر کو دلیر نہ کہا جائے۔ اکبر شہباز خان نے جس طرح کی موت مانگی اس پر مجھے بغداد کے ایک خلیفہ یاد آئے، ان کے زمانے میں ایک فقیر سے ان کا جھگڑا ہوا۔ اس نے چٹائی پر بیٹھنے والے فقیر سے کہا تیرے پاس بہت لوگ آتے ہیں، جنگل میں بیٹھے ہو، میری majesty خراب ہوتی ہے۔ میری سلطنت میں لوگ یہ سمجھتے ہیں تم بھی کوئی طاقتور چیز ہو۔ آؤ! آج فیصلہ کریں۔ آؤ! آج یہ طے کر لیتے ہیں کہ ہم میں سے بڑا کون ہے۔ خلیفہ نے دو آدمی بلائے اور کہا کہ ایک کو ہتھکڑی لگاؤ کنویں میں پھینک دو اور وہ جو فلاں جیل میں ہے اس کو آزاد کردو۔ حکم پر عملدرآمد ہو گیا۔ فقیر سے کہا کہ اب مجھے

بتاؤ تمہارے پاس ایسے اختیارات ہیں؟ اس فقیر نے جیب سے کچھ نکالا' منہ میں ڈال کر چٹائی بچھائی اس پر لیٹا اور کہنے لگا اب مجھ سے مقابلہ کر کے دکھاؤ اور وہ مر گیا۔ اس پر کسی نے کہا تھا

اب رہیں چین سے بے درد زمانے والے
سو گئے خواب سے لوگوں کو جگانے والے
دیکھنے کو تو ہزاروں ہیں مگر کتنے ہیں
ظلم کے آگے کبھی سر نہ جھکانے والے

میں آخری گزارش یہ کروں گا کہ جب Establishment یہ فیصلہ کرے گی کہ ہم نے cease-fire کرنا ہے تو فوج واپس آئے گی۔ فوج واپس آئے گی تو شہری آزادیاں بحال ہوں گی۔ جب Establishment یہ فیصلہ کرے گی کہ ہم نے dialogue کرنا ہے تو ایسے سیاسی players آگے آئیں گے جن کے پاس وہ سیاسی مشینری موجود ہے جو فیڈریشن کو متحد رکھ سکتی ہے' جو فیڈریشن کے چاروں یونٹوں کو اکٹھا رکھ سکتی ہے' جو فیڈریشن میں منہ دکھانے کے قابل ہے۔ جب Establishment یہ فیصلہ کرے گی کہ بلوچستان کے لوگ پاکستان کا اٹوٹ انگ ہیں تو اس وقت ان سے اس کالونی جیسا سلوک نہیں کیا جائے گا جیسا 69 سے پہلے بلوچستان کے لوگوں سے British colony کے تحت ہوتا رہا۔ میں آج صرف ایک بات کہہ کر بیٹھ جاؤں گا اور وہ ایک گلہ ہے' فیصلہ یہ ایوان کرے۔ وہ گلہ میں اپنے آپ سے' قائد اعظم کی روح سے' پاکستان سے یا پاکستان کے کسی تنخواہ دار ملازم سے کر رہا ہوں اور وہ گلہ یہ ہے کہ

کچھ ہماری شرافت کی مجبوریاں
کچھ تمہاری سیاست کی مجبوریاں
تم نے روکے محبت کے خود راستے
اس طرح ہم میں بڑھتی گئیں دوریاں
کھول تو دوں میں راز محبت مگر
تیری رسوائیاں بھی گوارا نہیں

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب قائم مقام چیئرمین : Thank you very much. راحت حسین صاحب !
آپ کی چٹ ملی تھی کہ میں کچھ مختصر کہہ کر جانا چاہتا ہوں۔

سینیٹر مولانا راحت حسین، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (عربی) جناب چیئرمین! شکریہ۔ جناب چیئرمین! بلوچستان کے حوالے سے اور خصوصاً جناب مرحوم اکبر بگٹی کے حوالے سے یہاں تفصیل سے گفتگو ہوئی۔ ابھی ابھی ڈاکٹر صاحب نے تفصیل سے بات کی ہے اور کل نہایت ہی قابل احترام جناب ایس ایم ظفر صاحب نے جو تقریر کی میں لفظ بہ لفظ اس کی تائید کرتا ہوں۔ جناب چیئرمین! شوریٰ اور پارلیمنٹ کی ایک اہمیت ہوا کرتی ہے اور جس ملت میں یا جن اقوام میں جرگہ، شوریٰ اور پارلیمنٹ کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے، پھر وہ ملک باقی نہیں رہ سکتا۔ یہ اسلامی تعلیمات ہیں۔ ہمارے ملک میں جب بھی اس طرح کے مسائل پیدا ہوتے ہیں تو یہاں پارلیمنٹ کی نام نہاد کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں، پھر ان کی سفارشات کو سرد خانے میں ڈالا جاتا ہے۔ پیغمبر علیہ الصلوۃ و السلام کے زمانے میں ایک مرتبہ غالباً جنگ حنین سے واپسی پر، پیغمبر علیہ الصلوۃ و السلام نے صحابہ کرام کی شوریٰ طلب کی اور خود پیغمبر علیہ الصلوۃ و السلام کی رائے مبارک یہ تھی کہ ہم دوبارہ جنگ میں نہ جائیں لیکن شوری نے فیصلہ کیا۔ پیغمبر علیہ الصلوۃ و السلام نے اپنی پارلیمنٹ اور اپنی شوریٰ کو اہمیت دی اور صحابہ کرام کی اس شوریٰ پر پیغمبر علیہ الصلوۃ و السلام نے لبیک کہی۔ لیکن آج ہماری پارلیمنٹ اور ہمارا شورائی نظام جب ایک فیصلہ کرتا ہے تو اوپر سے اسے دبایا جاتا ہے اور پارلیمنٹ صرف ایک شخص کی مرضی کے بلوں کو پاس کرنے کے لیے استعمال کی جا رہی ہے۔ جناب چیئرمین! اکبر بگٹی صاحب اس ملک کی ایک قدآور شخصیت تھی اور ان کی اہمیت کا اندازہ اور ان کی اہمیت آپ سنجیدہ حضرات سے پوچھ سکتے ہیں۔ اس کی اہمیت کا اندازہ ایس ایم ظفر صاحب سے پوچھیے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ بھنڈر صاحب سے پوچھیے، مندوخیل صاحب سے پوچھیے۔ قائد ایوان اور اس ملک کے جو ہمارے پرانے سیاستدان ہیں، ان سے اس کا اندازہ لگائیں کہ وہ کتنی اہم شخصیت تھی۔ خود بلوچستان کے بڑے سردار اور وہاں کے سیاستدان ہیں، جمالی صاحب سے پوچھیے۔ لیکن جناب چیئرمین! اسے ایسے حالات میں شہید کیا گیا کہ

اس کی لاش کو اس کے ورثاء کے حوالے نہیں کیا گیا اور اس پر ایک بہت بڑا تالا لگایا گیا اور جناب چیئرمین! ایک مسلمان کے جنازے میں اگر بقول حکومت' وہ باغی ہے تو باغی دو قسم کے ہوتے ہیں جناب چیئرمین - ایک ظلم کے نظام کے باغی ہوتے ہیں' تو بغاوت نہیں کہلاتی۔ وہ اپنا حق مانگتا ہے اور ایک اسلامی نظام کے باغی ہوتے ہیں - اس کی سرکوبی تو ہونی چاہیے - لیکن یہاں اسلامی نظام ہے نہیں - اگر اسلامی نظام ہوتا اور اگر کوئی بغاوت کرتا تو یہاں علما اور سکالر تشریف فرما ہیں' کہ باغی کی نماز جنازہ نہیں ہوتی - اگر بقول حکمران وہ باغی ہے تو پھر اس کا جنازہ کیوں پڑھایا گیا۔

جناب چیئرمین! پھر یہ بھی سننے میں آیا اور اخبارات میں ایک عجیب قسم کا بیان آیا۔ مجھے تو افسوس ہوا۔ میں اس شخصیت کا نام نہیں لینا چاہتا لیکن اس نے اخبار میں لکھا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بگٹی صاحب کو امریکہ کی ایما پر مارا گیا۔ کیا بگٹی صاحب مولوی تھے؟ یہ بیان بھی اخبارات میں آیا۔ تو میں سمجھ نہیں پا رہا اور اب ہمارے دل میں یہ اطمینان ہے کہ جتنے بھی مولوی مر گئے ہیں یا ہلاک اور قتل کیے گئے ہیں وہ امریکہ کی ایما پر قتل ہوئے ہیں۔ خود ایک حکمران پارٹی کی قیادت یہ بات کہہ رہی ہے۔ اخبارات میں ان پر article لکھے گئے ہیں۔ کیا بگٹی صاحب مولوی تھے کہ ان کو امریکہ کی ایما پر ہلاک کیا گیا۔ کتنے افسوس کی بات ہے؟ اس کو یہ باتیں زیب نہیں دیتیں۔ ہمارا گلہ اور شکوہ ہے۔ جناب چیئرمین! یہ اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے۔ (عربی) اگر دو مسلمانوں کے درمیان جھگڑا ہو تو ان کے درمیان صلح کروا دو۔ صلح بندوق کی نوک کے نیچے نہیں ہوسکتی۔ پھر صلح اور مذاکرات کے لیے کمانڈو نہیں بھیجے جا سکتے۔ سیاستدان اور جرگہ کے سسٹم کو جاننے والے لوگ' یہاں کے وہ لوگ جو اس ملک کی تقدیر کے فیصلے کرتے ہیں' ان کو بھیجا جاتا ہے۔ جناب چیئرمین! پیغمبر علیہ السلام کا ایک ارشاد ہے کہ ایک وقت آئے گا اور یہ قیامت کی علامات میں سے ہے۔ حدیث کی تمام مستند کتابوں میں یہ موجود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک وقت آئے گا' ایسے حکمران آئیں گے کہ وہ آپ کے بڑوں کو ذلیل کریں گے اور آپ کے بزرگوں کو بے عزت اور بے احترام کریں گے۔ ان کی قدر و منزلت کو خاک میں ملائیں گے۔ اب یہی وقت ہے۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر آپ دعائیں مانگیں گے اور اللہ رب العالمین آپ کی دعائیں قبول نہیں کریں گے۔ جناب چیئرمین! میں

یہ کہہ رہا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر اگر یہاں عمل ہو تو یہ ملک امن کا گہوارہ بن سکتا ہے۔ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا (عربی) ایک مسلمان کو گالی گلوچ کرنا اور اس کی عزت کو مجروح کرنا فسق ہے۔ پھر ایک مسلمان کو قتل کرنا اور پھر اس قتل پر ایک دوسرے کو مبارکباد دینا' اس کو حلال سمجھنا' پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا (عربی) اس کا قتل کرنا پھر تو کفر لازم آتا ہے۔

جناب چیئرمین! ہم اس کی بھرپور طریقے سے مذمت کرتے ہیں اور اپنے Leader of the House اور سب معزز اراکین سے آپ کے توسط سے میں درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ اس ملک کے اتحاد کو برقرار رکھنے کے لیے' اس ملک کو متحد رکھنے کے لیے' یہ ایمان کا تقاضا ہے (عربی) یہ ایمان کا تقاضا ہے کہ ہم اپنے وطن اور ملک سے پیار و محبت رکھیں۔ میری درخواست یہ ہے کہ اس معاملہ کا جلد از جلد حل نکالا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ ایک دوسرا بنگلہ دیش وجود میں آ جائے۔ اللہ رب العالمین اس ملک کو متحد اور اپنی حفاظت میں رکھے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ' سینیٹر کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین، شکریہ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو مجھے نواب اکبر بگتی کی وفات پر دلی افسوس ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ یہ ایک بہت بڑا حادثہ تھا جو ہوا' وہ برا ہوا۔ جناب! اس وقت سوچنا یہ ہے کہ ہم نے لوگوں کے اعتماد کو کیسے بحال کرنا ہے۔ اگر ایسے ہی جذباتی تقریریں کرکے' اور ایسے ہی دھواں دھار تقریریں کرنے کے بعد ہم لوگوں کے جذبات ابھاریں گے' ان میں نفرتیں پیدا کریں گے تو کس طریقے سے ہم اتحاد کی بات کرتے ہیں؟ بابر اعوان صاحب House سے چلے گئے ہیں۔ بڑی جذباتی تقریر کر گئے ہیں۔ بلوچستان کا background بتایا۔ میرا خیال ہے کہ یہاں پر ہر بیٹھا ہوا بندہ جتنے بھی ہیں سارے سیاستدان ہیں اور بہت اچھے طریقے سے جانتے ہیں کہ بلوچستان کے حالات کیا تھے' کیسے تھے اور کیسے ہونے چاہئیں؟ بابر اعوان صاحب آ گئے ہیں۔ یہ چونکہ شعر بہت پڑھتے ہیں اس لیے میں ان کے شعر کا جواب شعر سے دوں گی۔

دیوار کیا گری میرے کچے مکان کی
لوگوں نے میرے صحن میں راستہ بنا لیا

جناب چیئرمین! اس وقت ضرورت تو ہمیں پیار و محبت کی ہے۔ آپ بہت اچھے اور بڑے وکیل ہیں مگر آپ اس طریقے سے مرثیہ پڑھیں گے تو جس کو نہ بھی رونا ہے وہ بھی روئے گا۔ آپ اس وقت ایسی جذباتی تقاریر کرنے کی بجائے جیسے رضا ربانی اور ڈاکٹر شیر افگن نے بڑی اچھی تجاویز کے ساتھ تقریریں کیں اور لوگوں کے لیے consensus پیدا کیے، آج اخبار میں بڑے اس پر article لکھے ہوئے ہیں آپ وہ تقریریں کریں جو اس وقت بلوچستان کی requirement ہے ۔ ہمیں اتحاد کی ، اتفاق کی ،محبتوں کی ضرورت ہے ہمیں نفرتوں کی ضرورت نہیں ہے ۔آپ کے دور حکومت میں جو کچھ ہوا وہ سب کو پتا ہے،ہمیں بھی پتا ہے۔ آپ جو محبت ظاہر کر رہے ہیں،میں تو اس محبت کو نفرت کہوں گی کہ آپ تو ہمارے بیچ میں ایک دیوار پیدا کر رہے ہیں۔ گورنمنٹ کیا ہے،لوگ کیا ہیں؟ اسی ملک کے ہیں، انہی چاروں صوبوں سے ہیں۔ چاروں صوبے وفاق کی علامت ہیں۔چاروں صوبوں کی مضبوطی وفاق کی مضبوطی ہے۔ جب تک چاروں صوبے خودمختار نہیں ہوں گے، مضبوط نہیں ہوں گے وفاق مضبوط نہیں ہوگا۔ ہمیں اس وقت ضرورت ہے سب لوگوں کی، ہمارے درمیان جو فاصلہ ہو گیا ہے، جو نفرت پیدا ہو گئی ہے ، جو ایک دوسرے کے درمیان غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں، ان کو ایک جگہ پر کیا جائے۔وہ نفرتیں کم کی جائیں۔ Table talk کی جائے، negotiation کی جائے ۔ تمام پارٹیوں کے لوگ آئیں، تمام پارٹیوں کے لوگ کون ہیں؟ پاکستانی ہیں سب سے پہلے پاکستان ، پاکستان کے بعد چاروں صوبے بلوچستان سندھ پنجاب سرحد، یہ چاروں اکائیاں اور چاروں مضبوط اکائیاں ہیں اور یہ پاکستان کے وفاق کی علامت ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا ملک ہمارا پاکستان سلامت رہے گا۔

(ڈیسک بجائے گئے)

ہم نے کہا ہے کہ یہ ایک بہت بڑا حادثہ ہے ایسے حادثے نہیں ہونے چاہییں۔جب سے پاکستان بنا ، لیاقت علی خان ، خان عبدالصمد خان شہید ، ذوالفقار علی بھٹو ، ضیاء الحق، بڑی بڑی ہستیاں شہید ہوئیں اور کن لوگوں نے کیا ، کونسے ہاتھ پیچھے ہیں؟ سب لوگ اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ بلوچستان میں، میں کہہ رہی ہوں کہ 135 ارب روپے کے جو میگا پراجیکٹ جو development پروگرام آرہے ہیں۔ہم بھی کہہ رہے ہیں کہ اس میں ہمارے جو تمام ۲۸ اضلاع ہیں ان کے مشر ، سردار، نواب ، خان تمام کو اس میں شامل کیا جائے تاکہ انہیں پتا چلے، انہیں احساس ہو کہ ہم

صوبے کا حصہ ہیں۔ صوبائی خود مختاری کی بات ہوتی ہے ۔ وسیم سجاد صاحب کی جو کمیٹی ہے اس کو فوری طور پر اس پر عمل کرنا چاہیے' جو بلوچستان کی کمیٹی بنی ہے' مشاہد حسین صاحب جس کے چیئرمین ہیں' ان کو چاہیے کہ فوری طور پر اس کمیٹی کی سفارشات پر implement action ہونا چاہیے کیونکہ اس پر تمام پارٹیوں کا consensus تھا۔ تمام پارٹیوں نے اپنی رائے دی ہے۔ تمام لوگوں کی اجتماعی رائے ہے۔ اگر کچھ لوگوں کا اختلاف ہے تو وہ بھی سامنے آنا چاہیے۔ وہ رپورٹ بھی سامنے آنی چاہیے کہ کون اختلاف کر رہے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ وہ اختلاف کر رہے ہیں۔ اگر اختلاف کر رہے ہیں تو چند اچھے لوگ مل کر ان کو agree کرلیں ۔ یہ نواب یا سردار یا خان یا چوہدری کون ہیں؟ یہ ہمارے علاقے کے لوگ ہیں' ہم میں سے ہیں۔ اگر آج کوئی اس طرف بیٹھا ہے اپنی جمہوری سوچ کے مطابق کوئی اس طرف بیٹھا ہے ۔ یہ اپنی اپنی سوچ ہے۔ اس سوچ میں یہ نہیں ہونا چاہیے کہ اپنی سیاست چمکانے کے لیے ایسی دیواریں بنا دیں کہ جو کبھی نہ حل ہونے والی صورت نظر آئیں۔ ہمیں اس وقت ضرورت ہے آپ لوگوں سے اس محبت کی ' اس یگانگت کی جو ہمیں اکٹھا کر دے۔ دوبارہ ہم ایک پاکستان ہو جائیں۔ مضبوط پاکستان ہو جائیں۔

جناب! سوچنا یہ ہے کہ اس گھمبیر مسئلے کو حل کیسے کرنا ہے ۔ اس کو حل کرنے کا کیا طریقہ کار ہے ۔ جناب! بلوچستان کی کچھ محرومیاں ہیں ۔ آپ ماشاء اللہ سیاست میں ہیں۔ آپ کا خاندان پاکستان بننے سے پہلے ہی سے بہت اچھے طریقے سے جانتا ہے۔ ہمارے بچوں کے پاس سروسز نہیں ہیں۔ ہمارے لوگوں کے پاس اگر گیس کی رائیلٹی نہیں ہے تو کیوں نہیں ہے' ملنی چاہیے یہ ہمارے صوبے کا حق ہے ۔ جس صوبے کا asset ہے اس پر اس صوبے کا پہلے حق ہے۔ باقی صوبوں کا اس کے بعد حق ہے ۔ آخیر میں انہوں نے ایک بہت اچھی بات کہی ہے کہ اگر گورنر ہے تو تمہارے صوبے کا ہونا چاہیے ۔ IG ہے تو تمہارے صوبے کا ہونا چاہیے ۔ DS- ہمارے صوبے کا ہونا چاہیے ۔ اگر نہیں ہے تو دوسرے صوبوں کے لوگ یہاں بلائے جائیں۔ صوبوں سے بھی وہاں لوگ آ جائیں۔ یہ اچھی suggestion ہے۔ لوگوں میں آپس کی محبت بڑھے گی۔ ہمارے ایک IG کو SPD بنا کر آپ سرحد میں بھیج دیں کسی کو سندھ میں بھیجیں تاکہ لوگوں کے درمیان محبتیں بڑھیں کہ لوگ کہیں کہ واقعی ہمیں بھی وہ حق اور عزت دی گئی

ہے۔ یہ ضروری ہے۔ جناب اگر ہم یہ نہیں کریں گے تو ہمارے فاصلے بڑھتے جائیں گے۔ ہم نے ان فاصلوں کو کم کرنا ہے ۔ کس طریقے سے کم کرنا ہے ۔ اس لیے ہمیں جمہوری سوچ رکھنی پڑے گی۔ اس کے لیے ہمیں اتحاد کی ضرورت ہے ۔ ہمیں اگر کچھ جھکنا بھی پڑتا ہے تو یہ کوئی ایسی ظلم کی بات نہیں ہے ۔ ہمیں اپنے مفاد کے لیے، اپنے ملک کے لیے ، اپنے لوگوں کے لیے، اپنے صوبے بلوچستان کے لیے اگر کچھ باتیں غلط بھی ماننا پڑیں تو میں سمجھتی ہوں کہ مان لینے میں کوئی ہرج نہیں ہے ۔ جہاں تک صوبائی خود مختاری کی بات ہے ہونی چاہیے۔ کچھ چیزیں ایسی ہیں جو کہ بلاوجہ وفاق میں ڈالی گئی ہیں۔ جس کی وفاق کو کوئی ضرورت نہیں تھی ۔ جس کی صوبے کو ضرورت تھی اس کو اختیارات دے دینے چاہئیں۔

جناب والا! 135 ارب کے projects جو ہمارے صوبے میں mega projects ہیں، اس سے پہلے کسی حکومت نے ہمیں نہیں دیئے۔ صدر مشرف صاحب کی کاوشوں کو میں سراہوں گی کہ جنھوں نے بلوچستان پر خصوصی توجہ دی۔ ان سے اس کی بلوچستان سے محبت ظاہر ہوتی ہے۔ ان projects میں ہمیں چاہیے کہ ہم صوبے کے تمام علاقوں سے سردار، نواب، خان تمام اٹھائیس ضلعوں سے اپنے مشر اور اپنے بڑوں کو شامل کریں اور جب ان کی involvement ہو گی تو انہیں پتا چلے گا کہ یہ ہمارے صوبے کا کام ہے ، میرے صوبے کے لئے سڑک بن رہی ہے ، میرے صوبے کے لئے سکول بن رہے ہیں، میرے صوبے کے لئے کیڈٹ کالج بن رہے ہیں، میرے صوبے کے لئے سب کچھ بن رہا ہے تو وہ خود بخود اس کی حفاظت بھی کریں گے۔

جناب والا! جب ہم چھوٹے تھے تو ہمارا استاد جو سب سے چھوٹا اور شریر بچہ ہوتا تھا اس کو کلاس کا مانیٹر بنا دیتا تھا کہ اب یہ مانیٹر ہوگا اور کلاس کو سنبھالے گا۔ نہ وہ شرارت کرے گا اور نہ کسی کو شرارت کرنے دے گا۔ جناب! اگر چھوٹا صوبہ ہے ، اگر اس کی کوئی محرومی بھی ہے تو سرکار تو مائی باپ ہوتی ہے اور اس کو چاہیے کہ وہ اپنا دل بڑا رکھے اور اس کو اس وقت ٹیکس فری زون قرار دے ، میرٹ میں جو کمی بیشی ہوسکتی ہے وہ اس کے ساتھ کرے۔

جناب والا! فورسز میں لوگوں کو لیا جائے ، بری فوج میں، نیوی میں، ایئرفورس میں لوگوں کو لیا جائے۔ اگر میرٹ میں کچھ کم ہیں تو اس کمی کو پانچ ، چھ سال تک بھول جائیں کہ میرٹ میں بلوچستان کے بچے کم ہیں۔ آئندہ چھ سات سالوں تک یہ خود بخود developed ہو

جائیں گے تو یہ اس میرٹ کو cover کرلیں گے۔ کل جام صاحب کا انڈس ٹی وی پہ سے بہت اچھا انٹرویو آ رہا تھا۔ شاید ان کی کل وزیراعظم سے ملاقات تھی۔ انہوں نے کہا کہ وزیراعظم صاحب نے کہا ہے بلوچستان کے تمام اضلاع میں polytechnical schools and colleges کھولے جائیں تاکہ وہاں کے بچے وہاں پر تربیت حاصل کریں اور پھر اپنے صوبے میں کام کرسکیں۔ یہ بہت اچھی کوشش ہوگی۔ یہ کوشش ہی نہ رہے بلکہ اس پر عمل ہونا چاہیے۔ کوشش ہم کافی کرچکے ہیں، کافی چیخ چکے ہیں، کافی بول چکے ہیں، صوبے کا کافی نقصان کرچکے ہیں، اب ہمارا اکٹھے ہونے کا وقت ہے۔

جناب والا! ایک اور چیز بھی ہمیں دیکھنی پڑتی ہے۔ ہم بھارت کو refuse نہیں کرسکتے۔ آپ کے قریب کابل اور قندھار میں کونسل خانے کھولے ہوئے ہیں اور ان کا رخ پہلے مشرقی پاکستان کو جدا کرنے کی طرف تھا اب اس کا رخ ظاہر ہے بلوچستان کی طرف ہے۔ جب سے پاکستان بنا ہے وہ نت نئی اور کسی نہ کسی شرارت میں لگا ہوا ہے۔ ہمیں بیرونی طاقتوں اور دشمنوں کا سامنا ہے، ہمیں اس کو بھی face کرنا ہے۔ اگر سب سے پہلے ہم اندرونی طور پر مطمئن ہوں گے، ہم اکٹھے ہوں گے تو کوئی بیرونی طاقت ہمارا کچھ نہیں کرسکتی۔

جناب والا! جام صاحب کے ایک اور انٹرویو کا ذکر کروں گی جس میں Gwadar Development project کے حوالے سے بھی انہوں نے بات کی۔ انہوں نے کہا کہ Gwadar Development Project میں ساٹھ فیصد چین کا ہے اور چین اس پراجیکٹ کو ساتھ لے کر نہیں جائے گا، یہ زمین یہیں پر رہے گی۔ یہ پراجیکٹ ان ہی لوگوں کے لئے ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر یہ منصوبہ مکمل ہوتا ہے تو اس میں بلوچستان کے ان بچوں کا پہلے جو اس علاقے کے ہیں اس ضلع کے ہیں اور پھر بلوچستان کے باقی بچوں اور پھر باقی صوبوں کے بچوں کا حق ہے کہ وہ اس میں آکر ملازمت کریں۔ جہاں تک اراضی کی بات ہے، جام صاحب نے کل انٹرویو میں کہا کہ پندرہ سو کے قریب پراپرٹی ڈیلروہیں کے بلوچ لوگ ہیں جنہوں نے وہاں پر پراپرٹی ڈیلر کی دکانیں کھولی ہیں اور وہ خود لوگوں سے deal کرتے ہیں۔ انہوں نے ایک مثال دی کہ اگر میرا گھر ایک لاکھ روپے کا ہے اور اگر کوئی دس لاکھ میں خرید رہا ہے تو میں کیوں نہ دوں۔ میرا تو فائدہ ہے کہ میری زمین کوئی ایک لاکھ میں نہیں لے رہا تھا اب دس لاکھ میں فروخت ہو رہی

ہے۔وہاں کے لوگ اپنی مرضی سے زمین بیچ رہے ہیں۔ سرکار کی زمین کوئی نہیں فروخت کررہا یہ ہمارے وزیراعلیٰ کی statement ہے اور وہ بھی ٹی وی پر ہے۔

جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ ہمیں تعلیم کو عام کرنا ہوگا۔ ہمیں پولیومہم کی طرح تعلیم کو پورے بلوچستان میں پھیلا دینا ہے۔ اس کے لئے ہمیں کوشش کرنی ہوگی ضلع کی سطح پر تحصیل کی سطح پر اور یونین کونسل کی سطح پر اور وفاقی سطح پر کہ ہر ضلع میں مڈل، پرائمری، ہائی سکول اور کالج ہوں اور یونیورسٹی ہو۔ جب لوگوں میں تعلیم اور شعور آجائے گا تو ہر ایک کہے گا کہ میں ہی خان ہوں ، میں ہی نواب ہوں، میں ہی سردار ہوں۔ اس کو خود پتا چل جائے گا کہ میری حیثیت کیا ہے۔ہمارے بچے جب پڑھ لکھ جائیں گے تو ان کو کسی دوسرے صوبے کی منت نہیں کرنی پڑے گی۔جناب! ایک اور بات کہ وفاق میں چھ ہزار لوگوں کا جو shortfall ہے۔میرا خیال ہے جناب! آپ بھی اس meeting میں شریک تھے جس میں کہا گیا ہے کہ دوسیکرٹری اور کچھ لوگ وفاقی سطح پر لے رہے ہیں۔ جناب! یہ بہت تھوڑا ہے۔ چھ ہزار لوگوں کاshortfall ہے۔ آپ کی meeting بڑے high پیمانے پر ہوتی ہے تو میری درخواست ہے کہ اس تعداد کو زیادہ کریں۔ ایک سال میں پانچ سو لوگ لے لیں ، پھر ہزار لوگ لیں ، پھر دو ہزار لوگ لیں اور جب لوگ یہاں پر آ جائیں گے تو ان کی سوچ خود بخود تبدیل ہو جائے گی۔ انہیں پتا چل جائے گا کہ ہماری حیثیت کیا ہے ، ہم وفاقی حکومت میں بھی کام کر سکتے ہیں اور شکر ہے الحمد للہ کہ بلوچستان کے لوگوں میں talent کی کوئی کمی نہیں ہے، میرا خیال ہے باقی صوبوں سے زیادہ ہے ، کم کسی طر[illegible] سے بھی نہیں ہے۔

جناب ! میں کہوں گی کہ ہمیں لوگوں کے حقوق دینے ہوں گے، لوگوں کی بات سننی ہوگی مگر تلوار اور بم دھماکے کرکے نہیں، table talk کرکے، بات کرکے، اس کے لیے ہمیں آگے بڑھنا ہوگا۔ ہمیں قربانی دینی ہوگی، ہمیں جانا ہوگا ۔ ہمیں لوگوں سے بات کرنی ہوگی بلکہ میں تو یہ کہتی ہوں کہ خواتین کا وہاں بہت احترام ہے جہاں ہم خواتین جاتی ہیں وہاں تو لوگ قتل بھی معاف کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ نے کہیں بات کرنی ہے تو ہم آپ کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہیں ، بولیں ہمیں کہاں جانا ہے، کن لوگوں سے بات کرنی ہے، کیا بات کرنی ہوگی، کس طریقے سے بات کرنی ہے ہم وہ بھی آپ کے ساتھ کرنے کے لیے تیار ہیں،

صوبے کے امن کے لیے ، لوگوں کے لیے ، ہمیں اپنے صوبے کا امن چاہیے' ہمارے صوبے میں لوگوں کے ساتھ جو زیادتیاں ہو رہی ہیں' وہ نہیں ہونی چاہییں ۔

اگر کوئی سیاسی قیدی ہیں' غیرسیاسی طور پر ان کو قید کیا گیا ہے یا کسی وقتی انتشار کے لیے قید کیا گیا ہے' تمام سیاسی قیدیوں کو رہا کر دینا چاہیے تاکہ وہ لوگ آپ کے ساتھ بات چیت کر سکیں۔ سیاسی قیدی کوئی انڈیا یا افغانستان سے تو نہیں آئے' یہ ہمارے بلوچستان کے لوگ ہیں ۔ ان لوگوں کے ساتھ بھی آپ کی table talk ہو سکتی ہے' بات چیت ہو سکتی ہے۔

جناب والا! بلوچستان کے حوالے سے ' اس کی تاریخ کے حوالے سے ' بلوچستان کے لوگوں کے حوالے یہاں بہت سی باتیں ہوئی ہیں' میں اس طرف بیٹھے ہوئے لوگوں سے بھی یہی درخواست کروں گی کہ اس وقت ہمیں آپ کی مدد کی ضرورت ہے ۔ ان جذبات کو please بھڑکائیے مت' ان پر مرہم رکھیے' ہمیں مرہموں کی ضرورت ہے اس زخم پر مزید مرچیں نہ چھڑکیے۔ اس وقت آپ لوگ اپنی سیاست نہ چمکائیں ' ہمارے ساتھ مل کر ہمارے صوبے میں قدم رکھیں ۔ ہمیں امن و آشتی چاہیے' ہمیں بلوچستان کا امن چاہیے' پاکستان کا امن چاہیے۔ مسلمان تو ویسے ہی پوری دنیا میں targeted ہیں۔ جہاں کہیں پوری دنیا میں کوئی bomb blast ہوتا ہے وہاں کوئی محمود' احمد نکل آتا ہے جس سے ہمارا کوئی تعلق ہی نہیں ہوتا۔ وہ سو سال سے کسی دوسرے ملک میں رہ رہا ہوتا ہے۔ ہمارا نام لے لیا کہ پاکستان آ گیا۔ یہ ایک سیاست ہے ۔ ہمیں یہ بھی deny کرنا ہوگا۔ ہمیں چیزیں بھی دیکھنی ہوں گی۔ ہمیں یہ حقیقتیں بھی دیکھنی ہیں۔ جناب ہمیں سوچنا چاہیے۔ آپ ' یہ معزز ایوان ' قائد ایوان ' قائد حزب اختلاف ہمارے ساتھ مل کر چلیں۔ ان چیزوں کو' تقریروں کو' جذبات کو please بھڑکائیے مت' ان پر مرہم رکھیے ۔ ان زخموں پر مرہم رکھنے کی ضرروت ہے۔ شکریہ۔

Senator Dr. Zaheeruddin Babar Awan: On a point of personal explanation sir.

جناب والا! انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے مرثیہ پڑھا ہے۔ ظاہر ہے غم والے مرثیہ بھی پڑھتے ہیں۔ انہوں نے جو باقی تبصرہ کیا ہے وہ میری بہن ہیں' میں باقی تبصرہ چھوڑ دیتا ہوں اور

انہوں نے شعر ارشاد فرمایا، میں اس شعر میں جواب دے دیتا ہوں۔

اگر اپنے ہونٹ سیے ہیں تم نے میری زباں کو مت روکو
تم کو اگر توفیق نہیں ہے مجھ کو ہی سچ کہنے دو

جناب قائم مقام چیئرمین ، عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل ، جناب چیئرمین ! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ہمارے صوبے بلوچستان اور مجموعی طور پر جو سیاسی، عالمی ، سماجی صورتحال وہاں ہے اور نواب اکبر خان بگٹی کی شہادت کے مسائل پر سینیٹ کے ایوان میں جو بحث ہو رہی ہے اس میں حصہ لینے کا موقع دیا۔ جناب چیئرمین ! نواب اکبر خان بگٹی پر 26 اگست کو کوہلو کے پہاڑوں میں ملٹری نے operation کیا اور اسے وہاں شہید کیا اور پھر پورے ایک ہفتے کے بعد آئندہ جمعہ کو بغیر ان کے عزیز و اقارب اور دوسرے لوگوں کے انہیں لا کر ایسے حالات میں دفن کیا گیا کہ نماز جنازہ میں بھی وہاں چند افراد تھے۔ اصل میں اس واقعے کو جناب والا! اگر ہم صحیح perspective میں دیکھیں تو پھر ہمیں سمجھ آ سکتی ہے کہ نواب محمد اکبر خان بگٹی کو کیا پڑی تھی کہ وہاں پہاڑوں میں جائے، ان سہولیات اور ان وسائل کے باوجود وہاں بیٹھے اور پھر کس طرح پاکستان میں جبکہ اسلام کا نام بھی ہے اور روایات کا نام بھی ہے لیکن ایسے حالات میں اس کی میت کو بکس میں بند کر کے دفن کیا گیا۔ اتنے serious قصے کو سمجھنے کے لیے اس کا اصل perspective یا پس منظر اہمیت رکھتا ہے۔

جناب والا! اصل بات یہ ہے کہ اس ملک میں ہم یہاں جو لوگ رہتے ہیں، ملک ان سے بنا ہے، ہم اس کے component ہیں، پختون ، بلوچ ، سندھی، سرائیکی پنجابی جو اپنی زمینوں پر ہیں، ہمارا یہ ملک جب نہیں بنا تھا تب بھی ان زمینوں پر تھے اور ان کی ملکیت ہماری تھی۔ پھر انگریز آیا، انگریز نے ہم پر قبضہ کیا۔ پھر ہمارے لوگوں نے ان سے struggle کی۔ یہاں لوگ ہمیشہ یہ بتاتے ہیں کہ بس ایسے ہی کوئی شخص تھا یا دو افراد تھے اور انہوں نے ملک کو آزاد کرایا۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ہمارے ہزاروں لوگ پہاڑوں میں لڑے، شہروں میں لڑے، جیلوں میں مرے، لاکھوں لوگ، پھر انگریز جیسے جابر کو ہم نے مجبور کیا۔ اس کی یہ چھاؤنیاں جو آج

راولپنڈی میں ہیں، راولپنڈی کی چھاؤنی، لاہور کی چھاؤنی، تمام Sub-Continent کی چھاؤنیاں، کوئٹہ کی چھاؤنیاں انہوں نے خالی کیں۔ کوئی خوشی سے نہیں خالی کیں۔ نہ چند افراد کے بیانات سے کیں، اس میں ہمارے لوگ لڑے اور انہوں نے انگریز سے transfer of power لی۔

جناب والا! اس میں خصوصی طور پر میں عرض کروں۔ ہماری struggle مجموعی طور پر ہے۔ مثلاً ہم پشتون ہیں، باچا خان، خان شیر، صمد خان اچکزئی ان کے ساتھ ہزاروں لوگ مولانا عبدالرحیم، انہوں نے قربانیاں دیں، لاکھوں انسانوں نے strike کی۔ ہری پور جیل میں اب بھی ان کے قبرستان بھرے پڑے ہیں، پھر انگریز چلا گیا۔ اسی طرح ہمارے بلوچ قومی تحریک والے لڑے۔ جناب والا! انگریز کو مجبور کیا گیا کہ وہ transfer of power کرے۔ اس دوران جب لاہور کی resolution پاس ہو رہی تھی، اس میں آپ دیکھ سکتے ہیں بلکہ اس سے پہلے 1935 کا ایکٹ، اس میں باقاعدہ provincial autonomy ہے۔ صوبے ہیں اور provincial autonomy ہے۔ اگرچہ وہ autonomy اتنی زیادہ نہیں ہے لیکن صوبے تھے، units تھے۔ پھر جب لاہور کا resolution پاس ہو رہا تھا، اس میں آپ دیکھیں کہ جن لوگوں نے وہ resolution تیار کیا وہ اس حقیقت کو سمجھ رہے تھے اور اسی کے مطابق ان کے الفاظ یہ ہیں۔ میں یہ quote کرتا ہوں۔ قرارد 23/3/1940 میں جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

"That geographically contagious units are demarcated into regions which should be so constituted with such territorial readjustments as may be necessary. That areas in which the Muslims are numerically in a majority as in the north western and eastern zone of India should be grouped to constitute independent states in which the constituent units shall be autonomous and sovereign".

یعنی ایک طرف یہ کہ east and west کے جو ریجن ہیں، ان کی independent states ہیں۔ یہ resolution اور اس کے بعد ریجن میں جو units ہیں یہ units sovereign and autonomous ہونگے۔ جناب والا! اس وقت یہ یونٹ تھے۔ مثلاً پشتونوں کا اپنا یونٹ تھا،

سندھیوں کا اپنا یونٹ تھا' پنجابیوں کا اپنا یونٹ تھا' بلوچوں کا اپنا یونٹ تھا۔ قلات سٹیٹ یونٹ تھا۔ ان کو باقاعدہ آنے والے نظام میں sovereign and autonomous ہونا تھا۔ یہ 1940 کی قرارداد تھی۔ اس کے بعد 1946 میں وزارتی مشن آیا۔ وزارتی مشن نے پلان دیا' اس میں ایک بات میں ذرا کہہ دوں to put the record straight, ریکارڈ کو صحیح کرنے کے لئے' اعوان صاحب نے یہاں بات کی' ان کے مضامین میں بات ذرا صحیح نہیں ہے۔ جناب والا! ہم کوئٹہ کے پشتون' ہمارے پشتون علاقے 1879 کے گنڈامک معاہدے میں سبی' پشین' خیبر' کرم یہ assigned districts تھے ان پر انگریزوں نے قبضہ کیا۔ یہ ہے وہ علاقہ جس کو بعد میں برٹش بلوچستان کا نام دیا گیا۔ چونکہ برٹش بلوچستان میں ہماری سرزمین تھی' بنیادی طور پر پشتون سرزمین تھی' ہونا یہ چاہیے تھا' اصول کے لحاظ سے کہ یہ علاقے جو ان کے مقبوضہ تھے' ان کو پشتون کی زمین انہیں کہنا تھا کہ برٹش پشتونخواہ یا برٹش پشتونستان یا برٹش افغانستان' انہوں نے یہ نہیں کیا بلکہ برٹش بلوچستان نام دیا۔ اس نے ایک بہت بڑی غلط فہمی پیدا کی ہے۔ میں پارلیمنٹ کے ممبروں سے خصوصی طور پر عرض کروں گا کہ یہ مسئلہ آپ study کریں اور اس میں اس بات کو خاص طور پر نظر میں رکھیں کہ جب آپ کہیں گے کہ بلوچستان پاکستان میں شامل ہوا تو اس کے معنی اصل میں دو ہیں۔ ایک معنی یہ ہے کہ برٹش بلوچستان جس کے شاہی جرگے نے اور کوئٹہ کی مونسپل کمیٹی نے پاکستان کی آئین ساز اسمبلی کے لئے ووٹ دیا۔ اس شاہی جرگے کے ہیڈ نواب محمد خان جوگیزئی تھے۔ نواب محمد خان جوگیزئی ہمارے نواب محمد ایاز خان جوگیزئی سینیٹر کے پردادا تھے۔ وہ شاہی جرگہ پشتون پر مشتمل تھا اس میں سے صرف سات آٹھ elders تھے۔ سردار کے مشران تھے جس میں آپ بھی' جمالی' مگسی tirbe میں شامل جو برٹش بلوچستان کے علاقے میں آتے تھے سات آٹھ ممبران کے علاوہ باقی تمام پشتون تھے۔ ایک حصہ قلات سٹیٹ کا تھا' قلات سٹیٹ پاکستان بننے تک ایک سٹیٹ تھی۔ اس میں مکران' خاران' لسبیلہ شامل تھے۔ قلات سٹیٹ' جو وزارتی مشن کا پلان تھا اس میں واضح فرق تھا کہ برٹش بلوچستان علیحدہ تھا اور قلات سٹیٹ علیحدہ تھی۔ جب 3 جون کا پلان بنا' 3 جون کے پلان میں British بلوچستان کو شاہی جرگہ اور Municipal Committee Quetta میں ووٹ ڈالنا تھا اور قلات state کے بارے میں states کی جو policy بنائی گئی تھی 3rd June کے plan میں' اس میں یہ واضح ہے کہ the

تو جب 1947ء کو یہ ملک sovereignty of British Empire will lapse on the state.
آزاد ہوا اس دن جو British Balochistan Province تھا وہ پاکستان میں شامل ہوا اور انہوں نے state رہنا پسند کیا اور پھر accession کے لیے کوششیں ہوئیں اور باقاعدہ ایک قسم کی کشمکش ہوئی۔ اس کشمکش کے نتیجے میں state کو، یہاں جناب والا! میں پھر آپ کے سامنے پیش کروں گا، محمود خان اچکزئی ہمارے پارٹی کے چیئرمین، انہوں نے --

(اس موقع پر سینیٹر احمد علی صاحب نے کرسی صدارت سنبھالی)

جب پارلیمانی کمیٹی بنی اور اس کی sub-committee وسیم سجاد کی اور sub-committee مشاہد حسین صاحب کی بھی اور پارلیمانی کمیٹی کے چیئرمین شجاعت حسین صاحب تھے تو آئینی مسائل کے لیے وسیم سجاد صاحب کو محمود خان اچکزئی نے 30th December, 2004 کو ایک memorandum پیش کیا اور دوسرا memorandum 12th March, 2005 کو پیش کیا جس میں آئینی مسائل بلکہ میں کہوں گا آئینی، سیاسی پس منظر اور اس میں پھر provincial autonomy کے حوالے سے آئینی مسائل کے حوالے سے انہوں نے جناب وسیم سجاد، Leader of the House کو یہ documents پیش کیے۔ ان میں جناب والا! الفاظ یہ ہیں Cabinet Mission کے الفاظ ہیں the Cabinet Mission statement of 16th May, 1946 in Sub-Continent India جو یہ note to paragraph 19 providing to section 'b' کا centre تھا اور ایک ہمارا علاقہ جو بعد میں West Pakistan بنا تو section 'b' will be added as representative of British Balochistan. یہ plan میں ہے جناب والا! اسی طرح اور پھر اس میں الفاظ ہیں

the representing queue of Balochistan will be elected in a joint meeting of the *Shahi Jirga* and the non-official member of the Quetta municipality.

یہ ہے plan میں، Cabinet Mission Plan اور اس کے بعد 3rd June Plan 1947 میں یہ الفاظ ہیں پیراگراف 12 میں

British Balochistan: British Balochistan has elected a member but he has

not taken his seat in the existing Constituent Assembly in view of its geographical situation, this province will be given an opportunity to reconsider its position and to choose which of the alternatives in paragraph 4 above to adopt. His Excellency, the Governor General is examining, this can most appropriately be done and paragraph 18, The State: His Majesty's government wishes to make it clear that the decisions announced above relate only to British India and their policy towards Indian states contained in the Cabinet Mission memorandum of 16th May, 1947 remain unchanged.

یہ ہے جناب والا! position جو یہاں بابر اعوان صاحب نے ہاؤس کی ملکیت بنائی اس میں الفاظ اس طرح آئے ہیں جو صحیح نہیں ہیں۔ انہیں جس نے بھی ترتیب دیا ہے correct کرنا ہوگا۔ وہ کہتے ہیں کہ قائد اعظم کے الفاظ ہیں۔ مجھے امید ہے کہ انفرادی ادارہ شاہی جرگہ، Kalat State کے نامزد کردہ سردار کے علاوہ Quetta Municipality کے غیر سرکاری ارکان پر مشتمل ہے۔ میں نے آپ کو بتا دیا plan, Cabinet Mission plan اور Third Zone کے plan کے الفاظ میں، مطلب میرا یہ ہے کہ جب پاکستان بنا تو ہم ایک independent unit تھے ایک دوسرے سے تھے اور پھر British Balochistan چونکہ انگریز چلے گئے تو اس کا نام Balochistan پڑا اور عام طور پر لوگوں کا تاثر یہ ہوتا ہے کہ یہ سب بلوچ ہیں۔ نہیں۔ ہم اصل میں دو units ہیں، دو entities ہیں۔ سیاسی طور پہ جب 1954 میں one-unit بنا، اس سے پہلے میں اتنا عرض کروں کہ پاکستان کی تاریخ یہ ہے، ہمارے آئین کے تین formulas بنے جو Constituent Assembly نے بنائے۔ اس میں آئین کا تمام structure تھا اور اس میں provincial autonomy تھی اور provincial autonomy میں بھی جناب والا! باقاعدہ دو formulas میں bicameral legislature تھی، یعنی دو Houses لیکن اس میں ایک خاص بات یہ ہے کہ دونوں Houses کی power, vote of confidence, vote of no confidence, money bills اور دوسرے جو فیصلے تھے یہ سب دونوں Houses کو ملے۔

لیکن وہ formulas آئین نہ بن سکے۔ وہ جو واضح vested interests تھے وہ یہ فیصلے لوگوں کے اس ملک کے components کے تھے جو صحیح طور پہ ملک کی صحیح federation, democratic اور parliamentary federation بنانا نہیں چاہتے تھے اور پھر وہ unit بنا۔ Unit میں 'جناب والا! قلات سٹیٹ یونین میں وہ بلوچ علاقے باقاعدہ قلات ڈویژن کے نام سے اور پشتون علاقہ کوئٹہ ڈویژن کے نام سے ہے۔ یہ باقاعدہ دونوں one unit کا حصہ بنے۔ اور پھر ہم نے one unit کے خلاف بھی struggle کی۔ وہ آپ کے سامنے ہے بلکہ اکثر دوست یہاں ایسے بیٹھے ہیں جنہوں نے اس میں حصہ لیا تھا۔ One unit کے بعد ہونا یہ چاہیے تھا کہ یہ unit واپس ہوتا revival of the province ہوتا۔ اگر یہ اصول تھا تو اس میں کم از کم ایک اصول یہ ہونا چاہیے تھا کہ ہمارا یونٹ so called British Balochistan جو کہ درحقیقت پختونخواہ تھا اس کو پورا ایک صوبہ بناتے اور صوبائی خود مختاری دیتے' یا پھر پشتون کے ساتھ متحد کرکے پختونخواہ کے پشاور کے ساتھ متحد کرکے اپنا یونٹ بناتے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ پھر بھی جو ہمارے صوبائی حقوق کا مسئلہ ہے' قوموں یا قومیتوں کے حقوق کا مسئلہ ہے اس میں بلوچ نے واضح جدوجہد کی اور ان کی جدوجہد یہ نہیں ہے کہ جیسے محترم نے کہا کہ ایک سو پینتیس ارب دے دو اور نوکریاں دے دیں' فلاں دے دو۔ ان کا موقف یہ تھا کہ ہمیں صوبائی خود مختاری دے دو۔ ہمیں اقتدار دے دو اور ہمارے وسائل کی ہمیں ملکیت دے دو۔ آج یہاں لوگ نواب اکبر بگٹی مرحوم کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ بڑا ظالم تھا' یہ تھا وہ تھا اور وہ تھا۔ اگر وہ ظالم تھا' اور وہ کہتے ہیں کہ اتنی رقم اسے دی گئی' گاڑیاں سوئی سدرن گیس والوں کی ان کے پاس ہوتی تھیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ سوئی سدرن گیس والے جو اتنی مراعات و رعایت نواب محمد اکبر خان بگٹی کو دیتے تھے وہ کہاں سے لاہور یا کراچی سے یہ پیسے لائے تھے؟ وہ یہی محمد اکبر خان بگٹی اور مری اور دوسرے بلوچ قوم کی زمین میں جو گیس تھی' اس گیس کو وہاں سے پائپ میں بند کرکے کراچی سے پشاور تک انہوں نے پہنچایا لیکن بلوچ کو اس کا کوئی حق نہیں دیا۔ ہم پشتو میں کہتے ہیں "پس خوردہ" وہ سونا لے گئے اور پس خوردہ وہ ہمارے لوگوں کو دیتے تھے کہ دو نوکریاں دیں' تین نوکریاں دیں' فلاں کیا۔ جب اکبر خان بگٹی سے پوچھا گیا کہ آپ نے اتنے پیسے لیے ہیں تو اس نے کیا الفاظ استعمال کیے' انہوں نے کہا کہ جناب حقانی صاحب' مشاہد حسین صاحب' ایاز امیر

صاحب وہ میری طرف سے ثالث ہیں۔ یہ پختون اور بلوچ کا طریقہ بھی ہے کہ آؤ جرگہ کرتے ہیں، تمہاری طرف سے کون، ہماری طرف سے یہ، آپ کی طرف سے وہ۔ انہوں نے کہا کہ تین آدمی، یہ میری طرف سے ثالث ہیں۔ جو کچھ رقم آئی ہے اور میں نے ناجائز استعمال کی ہے تو آؤ فیصلہ کرو۔

اگر وہ کچھ کرنا چاہتے تھے۔ یہ تو باقاعدہ ہم بلوچستان کے صوبے میں الیکشن حاصل کر گئے، ہم نے اسمبلیاں بنائیں لیکن اسمبلیوں کی حکومت کو اسلام آباد والے نہیں چھوڑتے۔ اگر آپ اپنا حق مانگیں گے، آپ گیس کی قیمت مانگیں گے، آپ سونے کی قیمت مانگیں گے، آپ کو ہم گورنمنٹ نہیں دیں گے۔ یہاں میں آپ کو عرض کرتا ہوں کہ ہمارے پختون کرک کے علاقے میں، کوہاٹ میں گیس پٹرول کی exploration ہوئی ہے لیکن آپ اکرم خان درانی سے پوچھیں، آپ سلیم سیف اللہ صاحب سے پوچھیں، یہ یہاں coordination کے منسٹر ہیں کہ وہ گیس جو وہاں سے نکالی جا رہی ہے تو کیا پختونخواہ کی زمین پر گیس دی جا رہی ہے یا اس کے وسائل دیے جا رہے ہیں؟ نہیں سیدھا ملتان، پائپ لگا کر خواہ پٹرول ہے یا گیس ہے، ملتان۔ اب اگر پختونخواہ صوبے کے وزیر اعلیٰ اکرم خان درانی کل اپنی اس گیس اور پٹرول کے لیے بات کریں اور وہ بات نہ مانیں تو پھر اس کا انجام بھی اکبر خان جیسا ہو گا۔ وہ بھی لواغر کے پہاڑوں میں کہیں یا یہاں جو ہمارے پہاڑ ہیں وہ وہاں پر کہیں چھپا ہو گا یا وہاں لا کر قتل کریں گے اور کہیں گے کہ انسانیت کے خلاف جہاد کیا۔ یہ صحیح کہا جاتا ہے کہ جو سامراجی ہوتے ہیں ان کو حیا نہیں ہوتی۔ اب ہم نے دیکھ لیا۔

جناب والا! یہ اس وقت کی بات ہے، یہ 14 اپریل 2006 ء کا حقانی صاحب کا ایک مضمون جنگ کوئٹہ بلوچستان کا ہے۔ دو وزراء کے متضاد بیانات۔ اس میں ایک وزیر شیخ رشید صاحب ہیں انہوں نے کہا کہ مذاکرات کا وقت گزر گیا اور دوسرے شیرپاؤ صاحب ہیں، جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا حالات ہیں تو انہوں نے کہا کہ میں نہیں بتا سکتا کہ مستقبل کیسا ہو گا۔ اس حوالے سے اس میں نواب محمد اکبر خان بگٹی کے الفاظ یہ ہیں، یہ ان کے اپنے الفاظ ہیں انہوں نے quote کیے ہیں۔ میں یہاں quote کرتا ہوں۔ ان کے الفاظ یہ ہیں، یہ اکبر خان کے الفاظ ہیں، ان کا ایک پیغام ہے۔

" آج سندھی، سرائیکی، پختون اقوام بھی معاشی سیاسی ناہمواری کے خلاف سراپا احتجاج ہیں۔" ان چیزوں کے بارے میں، صرف services نہیں۔" مگر بلوچ قوم کی تحریک کو زیادہ فعال کردار ادا کرنے کا اعزاز حاصل ہے، مگر حالات واقعات کے تناظر میں اس تحریک کی رفتار میں اتار چڑھاؤ آتے رہے، البتہ یہ خوش آئند ہے کہ ایک طویل عرصے کے بعد حالیہ دہائی میں بلوچ قوم میں ایک یکجہتی، اپنے وسائل اور شناخت کے تحفظ میں والہانہ کردار ادا کرنے کا جذبہ حاوی رہا۔ اسی بیداری کو مربوط جدوجہد میں بدل کر منظم انداز میں آگے بڑھانے کی کوشش کی جس میں single بلوچ پارٹی کے قیام کا idea شامل ہے اور عوام کی جانب سے زبردست پذیرائی ملی، مگر حالات نے اس کو عملی جامہ پہنانے کی مہلت نہیں دی۔ مخالف کی جانب سے، میں نے الفاظ نرم کیے ہیں، مخالف کی جانب سے عجلت میں کیے گئے جارحانہ حملے نے بلوچ قوم کو اپنے دفاع پر مجبور کیا جس سے گزشتہ چار ماہ مسلسل گولوں، توپوں، jet طیاروں، gunship helicopters کی بمباری، chemical ہتھیاروں کے استعمال کے باوجود بلوچ پہاڑوں کے آر پار مورچہ بند ہیں، یہ نواب محمد اکبر خان بگٹی کے الفاظ ہیں، وہ بات کر رہا ہے۔ پھر اسی میں یہ کہتے ہیں، اب وقت اور حالات کے تجربے نے ہمارے لیے یہ فیصلہ آسان کر دیا ہے کہ سیاسی قوت پارلیمانی کمیٹیاں، مذاکرات، جلسے، جلوس، ریلیاں اور احتجاجی مظاہروں سے ہمارا دشمن کوئی اثر لینے والا نہیں ہے۔ اس کی پرورش ایسے ماحول میں نہیں ہوئی، وہ طاقت کی زبان جانتا ہے اور طاقت ہی کو سلام کرتے ہیں جس کا ماضی اور حال ہمارے سامنے ہے۔ لہذا، ہمیں اپنے مستقبل کے لیے بھی اس طرح کی منصوبہ بندی اور لائحہ عمل تیار کرنا پڑے گا جس سے مخالف کو ایسی ضرب لگے گی جس کی اذیت وہ محسوس کرے۔ وہ کیا ہے؟ سیاسی، معاشی، انسانی اذیتیں دے کر بلوچ قوم پر حاوی ہونے کی کوشش میں مصروف ہے اور ہمارے وسائل تیل، گیس، سونا، چاندی، تانبا اور 780 kilometres ساحل پر قبضہ کر کے بلوچ کو اپنی پدری سرزمین سے فارغ کر کے، انہیں Red Indian کا درجہ دیا گیا ہے۔ جناب والا! یہ ان کا موقف ہے۔ وہ قتل بھی کیا گیا اور پھر ایسے بکسے میں بند کیا گیا اور کسی کو چھوڑا نہیں گیا۔ یہ بات تھی۔ وسائل کا مسئلہ ہے اور یہ پاکستان کا مسئلہ ہے۔ تمام ملک کا مسئلہ ہے، اس ملک میں ہم جو بھی لوگ ہیں۔

پاکستان میں پارلیمانی کمیٹی بنی، پارلیمانی ، آئینی side پر میں نے عرض کیا کہ یہ محمود

خان کے letters ہیں' memorandum ہیں' جناب والا! جو میں House کا حصہ بنانا چاہتا ہوں' اس میں تمام details ہیں۔ جو پارلیمانی کمیٹی بنی' آئینی side پر تو یہ تھا کہ آئینی side پر کوئی بات بھی نہیں ہوئی۔ جو پارلیمانی کمیٹی بنی' جناب والا! اس میں دیکھیں' یہاں افسر کہتے ہیں کہ پارلیمانی کمیٹی کے 39 یا 38 items تھے اور اس میں سے تین چار پر ہم نے حل نہیں کیا۔ جناب والا! یہ پارلیمانی کمیٹی کی report ہے جو اب چھپ گئی ہے اور سلیم سیف اللہ خان نے تمام پارلیمنٹ کے ممبروں کو بھیجی ہے۔ اس میں recommendation ہے بلوچستان میں اعتماد سازی میں' مد پالیسی اور انتظامی اقدامات' یہ پارلیمانی کمیٹی کی متفقہ report ہے۔ بلوچستان میں تمام سیاسی جماعتیں levy force کو چاہتی ہیں' کمیٹی کو جو اعداد و شمار فراہم کیے گئے ہیں' ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ نہ صرف police کے مقابلے میں اخراجات کم ہوتے ہیں بلکہ جرائم کا پتا لگانے اور ان کا تدارک کرنے کے سلسلے میں levy کی کارکردگی police کے مقابلے میں بہتر ہے۔ فی الحال B علاقوں کا control levy کے پاس ہے جو صوبہ کا 95 فیصد بنتا ہے جبکہ A علاقوں کی نگرانی police کرتی ہے۔ جناب والا! اس وجہ سے سفارش کی جاتی ہے کہ levy کو police کی طرح تربیت دی جائے اور مطلوبہ ساز و سامان فراہم کیا جائے۔ اس ضمن میں 15 جنوری 2005 کو بلوچستان اسمبلی میں تحریک پیش کی گئی تھی جو senior صوبائی وزیر کی اسی یقین دہانی پر مؤخر کی گئی تھی کہ اس معاملے پر وفاقی حکومت کے ساتھ بات چیت جاری ہے۔ Levies کے لیے باقاعدہ متفقہ سفارشات ہیں اور جناب والا! یہاں پر آپ کو معلوم ہے کہ بجٹ Session میں 5, 6 ارب روپے police کے لیے منظور ہوئے اور جنرل مشرف صاحب علی الاعلان کہتے ہیں کہ police کو تمام صوبے میں پھیلاؤ اور اس سے کسی کو کوئی رکاوٹ نہیں ہوئی۔

جناب والا! پھر آگے چھاؤنیاں' یہ چھاؤنیاں جو ہیں' وہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ اعتماد سازی کے لیے آپ مہربانی کریں' بلوچستان کی سیاسی طاقتیں paragraph 13, بلوچستان کی سیاسی طاقتیں' گوادر' ڈیرہ بگٹی اور کوہلو میں حکومت پاکستان کی جانب سے چھاؤنیاں بنانے کے منصوبے پر غم و غصہ کا اظہار کر رہی ہیں۔ کمیٹی نے اس بات کی سفارش کی کہ بلوچستان کے بڑے بڑے مسائل کے حل پر جاری مذاکرات کے حتمی نتیجے پر پہنچنے تک چھاؤنیوں کی تعمیر کا کام روک دیا جائے تاکہ فضا کو سازگار بنایا جاسکے۔ جناب والا! پھر زمین۔ بالکل Red Indians

کی طرح سے، آپ لوگ، پارلیمنٹ کے ممبران کوئٹہ جائیں اور وہاں کے لوگوں سے پوچھیں، وہاں لوگوں کی زمینوں پر زبردستی قبضہ کیا جا رہا ہے اور ملٹری کی خاکی وردی والوں کا کون مقابلہ کرے؟ آپ وہاں جا کر دیکھ سکتے ہیں۔ جناب والا! یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں یہ بھی خصوصی طور پر کمیٹی نے وہاں پر study کیا، وہاں پارٹیوں نے بیانات دیے، وہاں بیٹھے discussion ہوئی اور یہ الفاظ ہیں۔

پیراگراف نمبر 14، مسلح افواج کی جائز سیکورٹی ضروریات کا احاطہ کرتے ہوئے کمیٹی یہ محسوس کرتی ہے کہ مکانات اور تجارتی مقاصد کے لیے بڑے پیمانے پر زمین حاصل کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے اور اس سے افواج کی بدنامی بھی ہو رہی ہے یعنی یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ تجارتی مقاصد کے لیے زمینوں پر قبضہ ہو رہا ہے۔ ایک تو چھاؤنیوں کے لیے ہے جو مناسب ضرورت ہے اور کمیٹی نے یہاں دیا ہے۔ جناب والا! ان وجوہات کی بنا پر جو صوبائی حالات بنے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نواب اکبر خان بگٹی کا قتل ہوا۔ یہ اب تفصیلات میں دیکھنا ہے کہ چوہدری شجاعت صاحب اور مشاہد حسین صاحب وہاں گئے اور اکبر بگٹی سے جو بات ہوئی اور اس کے بعد وہاں پر لڑائی شروع ہو گئی اور وہ اس بات پر مجبور ہو گئے یعنی وہ جانتے تھے کہ اس طرح سے حملہ ہو گا کیونکہ وہاں پر چھاؤنیاں بنائی گئیں اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ وہ علاقے جہاں پر گیس ہے، ان سب کو فوجی چھاؤنی بنایا جائے۔ یہ تو بہانہ تھا ورنہ بگٹی یا وہاں پر جو دوسرے قبائل ہیں ان کے پاس ان وسائل کی جو installations تھیں ان کے تحفظ کا ایک مکمل نظام تھا لیکن جناب والا! اب۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، محترم سینیٹر صاحب! میرا خیال ہے کہ اب وقت ہو گیا ہے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، مہربانی جناب۔ تو جناب! تمام وسائل کے حوالے سے یہ حالات ہیں۔ اب ہمارے ہاں زرغون پہاڑ سے، ہرنائی سے گیس نکلی ہے لیکن ہم وہاں کے لوگ جو کہ پشتون، بلوچ ہیں، یعنی بلوچ یا پشتون کی زمین میں جو کچھ بھی ہے اس پر ہمارا کوئی حق نہیں ہے۔ یہ حالات ہیں، انہیں بھگایا گیا، وہاں پر مجبور کیا گیا اور آخر میں یہ کہتے ہیں بہت اچھا ہوا تم لوگوں نے بہت اچھا کام کیا تو جناب والا! یہ جو باتیں ہیں، ہم یہ عرض

کرتے ہیں اور ہم ایک بار پھر اس بات کو repeat کرتے ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ پاکستان کو صحیح معنوں میں فیڈریشن بنایا جائے۔ جو 1973 کے آئین کا مسئلہ ہے وہ already martial law نے ختم کر دیا ہے۔ صوبائی خود مختاری کے بارے میں ہم نے detail بھی دی ہے لیکن میں اس میں سے ایک کا ذکر کروں گا کہ زیادہ سے زیادہ چار مضمون' دفاع' خارجہ' کرنسی اور کچھ communication یہ فیڈریشن کے پاس ہوں باقی تمام subjects provinces کو ملنے چاہئیں اور جناب! اس سلسلے میں آئینی ضمانت ملنی چاہیے۔ آئینی ضمانت سے مراد ہے institutional یعنی ایسا نہیں کہ فقرے لکھ دیے جائیں' سینیٹ کو vote of confidence, no confidence, money bill تمام میں قومی اسمبلی کے برابر ہونا چاہیے' یہ گارنٹی ہونی چاہیے اور جناب والا! سینیٹ کو تمام سفراء' کارپوریشنوں کے چیئرمین' سپریم کورٹ کے ججوں' کمانڈر انچیف اور دوسروں کو نامزد کرنے یعنی توثیق کے اختیارات دینے چاہئیں۔ جب تک یہ نہیں کیا جائے گا' جناب والا! آج تک ہسٹری ہے کہ جو کچھ ۷۳ء کے آئین میں تھا' اگرچہ ۷۳ء کے آئین کے بارے میں' میں نے آپ سے عرض کی' ہمیں تقسیم کر کے رکھا گیا ہے۔ Provincial autonomy نہیں ہے۔ Concurrent List ہے۔ اس پر عمل نہیں ہو رہا۔ ان سب کے بعد دو مارشل لاء نے اسے ختم کیا اور اب مکمل legal framework order کا آئین ہے جناب والا! اور ان سب کو تبدیل کر کے provincial autonomy اور صحیح federation اور پارلیمنٹ کا اس میں حصہ ہونا چاہیے کہ فوجی آمریت اور فوجی اداروں کا ملک کے آئینی structure میں کوئی کردار نہیں ہونا چاہیے اور provincial autonomy ہونی چاہیے تو اس کے لیے long term, short term یہ مسائل ہیں۔ یہ جو مذاکرات کا مسئلہ ہے تو یہ مذاکرات اس وقت ہو سکتے ہیں بلکہ ہماری تجویز ہے کہ تمام ملک کی پارٹیوں اور پھر ہمارے صوبے کی پشتون بلوچ پارٹیوں کی باقاعدہ ایک ذمہ دارانہ گول میز کانفرنس ہونی چاہیے اور جس نے وہاں بات کرنی ہے اس کے پاس اتھارٹی ہونی چاہیے۔ یہاں ہماری محترمہ نے کہا کہ ہمیں جانا ہے' وہاں ہمارے صوبے میں لوگوں کے ساتھ اچھی باتیں کریں گے وغیرہ۔ اچھی باتوں سے کچھ نہیں بنے گا' سوال یہ ہے کہ گیس کے بارے میں آپ فیصلہ کریں گے یا نہیں؟ سونے کے بارے میں فیصلہ کریں گے یا نہیں؟ وسائل کے بارے میں فیصلہ کریں گے یا نہیں؟ امن قائم ہو گا تو ان چیزوں سے ہے۔ اس لیے جناب والا!

اس بنیاد پر ہم یہ تجویز کرتے ہیں کہ جنگ یعنی آپریشن محلہ کو فوری طور پر بند کیا جائے ۔ پھر اس کے لیے راستے نکلیں گے ۔ مہربانی جناب ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، شکریہ بڑی مہربانی۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب ابھی محترم کاکڑ صاحب نے ایک مسئلہ اٹھایا تھا on the floor of the House تو میں اس ایوان کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ژوب میں جو problem انہوں نے mention کیا تھا اور جو نشاندہی کی تھی کہ وہاں پر تاریں گری ہوئی ہیں۔ اس جگہ پر چیف انجینیئر صاحب، سپرنٹنڈنٹ انجینیئر صاحب ، ایکس ای این صاحب، ایس ڈی او صاحب تمام عملے کے ساتھ وہاں پر پہنچ چکے ہیں اور وہ انشاء اللہ تمام معاملے کو control کرلیں گے اور وہ مسئلہ حل ہو جائے گا انشاء اللہ ۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ ، جناب چیئرمین صاحب ! میں Labour Minister صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک مثال قائم کی ہے اور امید کرتا ہوں کہ بلوچستان کے دیگر معاملات میں بھی اسی سپرٹ کا استعمال کیا جائے گا۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ،نواب ایاز خان جوگیزئی صاحب۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ،مجھے آپ کی آواز ہی نہیں آرہی ، آپ اتنا آہستہ بولتے ہیں ۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، میری آواز نہیں آرہی تو میرا مائیک کھلوا دیں ۔ میرا ان سے پہلا نمبر ہے ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ،میں نے ان کو فلور دے دیا ہے ۔ غلطی ہو گئی مجھ سے ۔ آپ ان کے بعد بول لیں ۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی،غلطی کی بات نہیں ہے ، اصولی بات ہے ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، میں نے کہہ دیا ہے ۔ میں نے ان کو فلور دے دیا ہے ۔ آپ اس کے بعد بول لیجیے گا ۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، نواب صاحب آپ بولیے۔ نواب صاحب کو بولنے دیں۔

سینیٹر نواب محمد ایاز خان جوگیزئی۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین ۔ کیونکہ میں نے کل کوئٹہ جانا تھا ۔ آپ نے موقع دیا ۔ اپنے ساتھی کے لیے میں قربانی دے دیتا۔ جناب چیئرمین! ہمارے محترم پارلیمانی لیڈر عبد الرحیم مندوخیل صاحب نے ہماری پارٹی کا موقف موجودہ حالات کے حوالے سے اس ایوان میں آپ کے سامنے رکھا۔ جناب چیئرمین! پچھلے ساڑھے تین سالوں سے اس ایوان میں ، اگر اس ایوان کا record check کیا جائے تو ۷۰ فیصد یہاں پر جتنے questions آئے ہیں یا debate ہوئی ہے وہ ساری کی ساری بلوچستان پر ہوئی ہے۔ یعنی اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مسئلہ ہے۔ یہ مرض دن بدن پھیلتا جا رہا ہے۔ اس کا علاج ہونا چاہیے۔ اگر اب بھی ہم نے عقل کے ناخن نہ لیے تو یہ مرض لاعلاج ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین! شہید نواب اکبر خان بگٹی کے ہمارے فیملی کے ساتھ بڑے close تعلقات تھے۔ میں انہیں چاچا کہتا تھا۔ ہم ایک دوسرے کا مشکل وقت میں ساتھ بھی دیتے تھے لیکن کاش جو کچھ ان کے ساتھ ہوا اس میں ہمارا جو حق بنتا تھا وہ ہم نے ادا نہیں کیا۔ اب جب کہ وہ ہم میں نہیں رہے تو ہماری کوشش ہے کہ ایک nationalist کے ہوتے ہوئے اپنی قوم کے لیے، اپنی قوم کے وسائل کے لیے، صوبائی خودمختاری کے لیے اور اپنے وسائل پر حق اور اختیار کے لیے ہم ان کے مشن کو، نہ صرف ان کے مشن کو بلکہ خان عبدالصمد خان اچکزئی کے مشن کو، ہم نواب نوروز خان کے مشن کو، جنہوں نے اس قوم کے لیے، اپنے صوبے کے لیے قربانیاں دیں، کو آگے بڑھائیں گے۔

جناب چیئرمین! آخر یہ ہمارے ساتھ کیوں ہو رہا ہے؟ ۵۹ سال ہونے کو ہیں۔ اس ۵۹ سالہ تاریخ میں جب آپ ہمارے حکمرانوں کی تقاریر کو دیکھیں گے تو ان سب نے کہا ہے کہ ماضی میں بلوچستان کے ساتھ بڑی زیادتی ہوئی ہے آگے ہم یہ کریں گے اور وہ کریں گے لیکن کسی نے کچھ بھی نہیں کیا ہے۔ اگر اس صوبے کے ساتھ کچھ کیا ہے تو صرف اس صوبے کا

operation ہوا ہے۔ یہاں کے مظلوم عوام پر ہیلی کاپٹرز اور توپ خانہ استعمال کیا گیا ہے۔ جناب چیئرمین! یہ ۲۰ اگست کی تاریخ کا ایک افسوس ناک دن تھا جس میں ایک ۸۰ سالہ معمر شخص، جس نے ساری زندگی اس ملک سے وفاداری کی قسمیں کھائی ہیں۔ oath اٹھاتے رہے، اہم عہدوں پر رہے اور اس ملک کے حق میں اپنا ووٹ دیا۔ آخر اس نے کیا گناہ کیا کہ ۸۰ سال کی عمر میں اس کو پہاڑوں کی طرف دھکیلا گیا؟ جب سے اس نے قوم کی بات شروع کی ہے، بلوچ قوم اور بلوچ قوم کے وسائل کی بات کی ہے اسی دن سے فوج اور establishment اس کے پیچھے پڑ گئی۔ جناب چیئرمین! اب اس میں ہمارا کیا گناہ ہے؟ وہ دھرتی جس کے لیے پاکستان کے بننے سے پہلے سینکڑوں سالوں سے ہمارے آباؤ اجداد اس کی حفاظت کے لیے فرنگیوں، مغلوں اور چنگیز خان کے ساتھ لڑے اور اب تک اس کی حفاظت کے لیے لڑتے آرہے ہیں۔ ہم نے اپنی دھرتی اور اپنے پہاڑوں کی حفاظت کے لیے سب کچھ کیا۔ بلوچستان میں کیا تھا؟ یہ تو ۱۰، ۱۵ سال کی بات ہے جب ہمارے علاقے میں تھوڑی سی روئی پیدا ہوئی یعنی اس زمین پر جس طرح ہم نے اپنی زندگی گزاری، جس غربت میں ہم نے زندگی گزاری یہ تو ہمیں معلوم ہے لیکن ہم نے اپنے وطن کا دفاع کیا، اپنی زمین کا دفاع کیا۔ اس زمین پر کچھ بھی نہیں تھا محاذ آرائی کے لیے rock area، تھا اگر تھوڑا بہت ابھی culture develop ہوا ہے تو ہم نے اپنے ناخن نکال کر ان پہاڑوں کے سینے چیر کر پتھر نکال کر اس پر درخت لگائے ہیں۔ہم نے زمینداری اس پر develop کی، اب یہ قدرت کی باتیں ہیں کہ اس زمین پر ہم نے سینکڑوں سال چوکیداری کی، جنگیں لڑیں، اس میں اگر قدرت کے خزانے نکلے، اس میں کوئلہ نکلا، اس میں کرومائیٹ نکلا، اس میں سے گیس نکلی اس کے ساتھ سمندر ہے، ہم کو اس کی سزا دی جا رہی ہے کہ یہ ہمارے علاقے میں کیوں نکلے ہیں، یہ قدرتی دولت کیوں نکلی ہے۔ محترم مندوخیل صاحب نے بات کی یعنی زرغون اور خوست میں جو ہرنائی کے ساتھ ہے یہاں پر گیس کامیاب ہوئی لیکن اس ایریا میں وہاں کے جو local tribe ہیں وہاں FC نے گھیرا ڈالا ہوا ہے کوئی اندر نہیں جا سکتا ہے۔ کوئی قریب سے نہیں گزر سکتا roads block کی ہوئی ہیں۔ Roads بند کی ہوئی ہیں اور قانون یہ ہے کہ وہاں پر جس ایریا میں گیس اور پٹرول نکلے گا اس ڈسٹرکٹ میں jobs اسی ڈسٹرکٹ کے لوگوں کو ملیں گی لیکن زرغون میں جہاں پر گیس کے لیے drilling ہو رہی تھی وہاں چوکیدار

تک، خانساماں تک فیصل آباد، گجرات اور پنجاب سے لائے گئے تھے۔ جناب چیئرمین! یہ سب کچھ ہوگا تو آخر ہم کیا کریں گے، کس طرف جائیں گے، ہمارے لیے کونسا رستہ بچتا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ ۱۹۹۳ء سے میں نیشنل اسمبلی کا ممبر بنا، ہمارے جنوبی پشتون خواہ اور شمالی پشتون خواہ ژوب اور DIK کے درمیان یعنی جو صوبے ہیں ابھی تک by metal road link نہیں ہے اور میں چیخ چیخ کرکہہ رہا ہوں، آغا صاحب اس کے گواہ ہیں، ہم کمیونی کیشن کمیٹی کے ممبر ہیں، ہمارے چیئرمین ہیں۔میں بھی ان سرداروں میں سے ایک سردار ہوں۔ جو چیز ہم مانگ رہے ہیں، چیخ چیخ کر مانگ رہے ہیں ہمیں وہ road نہیں مل رہی ہے۔ہم یونیورسٹی مانگ رہے ہیں، سکول مانگ رہے ہیں، ہم ملتان سے DIK تک broad gauge ریلوے مانگ رہے ہیں وہ ہمیں نہیں مل رہی ہے۔ہمارے پورے پشتون ایریا میں آپ جا کر دیکھیں ایک سبکزئی ڈیم بن رہا ہے اور گورنمنٹ بار بار اس کو TV پر لا رہی ہے کہ ہم پشتون ایریا میں میگا پراجیکٹ بنا رہے ہیں۔ 70/80 لاکھ کا ایک ڈیم بن رہا ہے۔ یہ بہت بڑا احسان ہم پر کیا جا رہا ہے لیکن میں نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ کہتے ہیں وہاں پر تین سردار جو ہیں وہ development کو نہیں ہونے دے رہے ہیں اور وہ سردار بقول ان کے جو development نہیں ہونے دے رہے۔ان کے علاقے میں تو 140 ارب روپے کے کام ہو رہے ہیں طاقت کے زور پر وہاں کام کرایا جا رہا ہے۔ اب گوادر بن رہا ہے، گوادر کس کے لیے بن رہا ہے۔ اب یہ کہتے ہیں کہ ہم نے بلوچوں کے لیے میرانی ڈیم بنایا ہے، ہم نے بلوچوں کے لیے کوسٹل ہائی ویز بنائی ہیں۔یہ کوسٹل ہائی ویز، یہ میرانی ڈیم گوادر کے لیے بن رہا ہے اور یہ گوادر بلوچوں کے لیے نہیں بن رہا ہے۔نہ وہاں کے پشتونوں کے لیے بن رہا ہے۔ گوادر کسی اور کے لیے بن رہا ہے۔اس میں بلوچ کو کچھ نہیں ملے گا۔بلوچ کو یہاں اس خطے میں ۵۰ سال پہلے صاف پینے کے پانی کی ضرورت تھی۔اسے کیوں پورا نہیں کیا جا رہا تھا۔

بلوچوں کو آج سے تیس سال پہلے کوسٹل ہائی وے کی ضرورت تھی کیوں نہیں بنائی گئی تھی۔ اب اس کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی کہ بندوق کے زور سے ہم ترقی چاہتے ہیں۔ ترقی سے ہم انکار نہیں کرتے۔ جناب والا! یہ اکیسویں صدی ہے ہم نے آگے کی طرف بڑھنا ہے ہم نے پیچھے نہیں جانا۔ اگر آپ نے سرداروں، نوابوں کو ختم کرنا ہے تو آپ ان کو اس بندوق سے ختم نہیں کرسکو گے۔ اس سے وہ اور مضبوط ہوں گے۔ میں جب نواب بنا اس

وقت میری عمر ستائیس سال تھی۔ نواب اکبر خان بگٹی اس وقت وزیراعلیٰ تھے۔ ایک دن میں ان سے ملا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ نواب صاحب! میں ان کو چچا کہتا تھا' وقت بدل رہا ہے 'سیاست' جمہوریت ہر دروازے پر پہنچ چکی ہے اب ہم نے اپنے آپ کو تبدیل کرنا ہے حالات کے ساتھ ' وقت کے ساتھ۔ یہ ان کے الفاظ تھے۔ لیکن ہم نے ان کو دیوار سے لگایا۔ اور اب ہمیں بھی دیوار سے لگانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یعنی ان لوگوں کو دیوار سے لگانے کی کوشش کی جا رہی ہے جنہوں نے اس ملک کو بنایا۔ بابر اعوان صاحب نے جو بات کی ' وسیم سجاد صاحب قائد ایوان بیٹھے ہوئے ہیں۔ نواب محمد خان جوگیزئی جو میرے پردادا تھے جو شاہی جرگے کے صدر تھے انہوں نے اس ملک کے حق میں ووٹ دیا۔اس کا ایک بیٹا جو میرے دادا سے چھوٹا ہے اب بھی حیات ہے' اسی سال اس کی عمر ہے۔ وہ سینیٹ کے رکن بھی رہ چکے ہیں نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی۔یعنی پاکستان جس وقت بن رہا تھا وہ اس وقت تحصیلدار تھے۔ انہوں نے قرآن شریف اٹھایا تھا اور شاہی جرگہ کے ممبران کی گود میں ڈالا تھا ' اپنے والد کی گود میں ڈالا کہ بابا خدا کے لیے پاکستان مسلمانوں کا ملک بن رہا ہے آپ نے پاکستان کے حق میں ووٹ ضرور دینا ہے۔ابھی میں قائد ایوان جناب وسیم سجاد صاحب کو یہ کہتا ہوں کیونکہ ان کی واقفیت بھی ہے' ذرا جا کر اس بندے سے پوچھیں جس نے پاکستان کے حق میں قرآن شریف اٹھایا تھا اور ہر ایک کی گود میں ڈال رہا تھا کہ پاکستان کے حق میں ووٹ دو وہ اپنے کیے پر اب پچھتا رہا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ ہم نے کیا بنانا تھا اور کیا بن گیا ہے۔ اس کے آنسو نکل رہے ہیں۔ آخر ہمیں کس طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ ہم اس ملک کو کہاں دھکیل رہے ہیں۔اور جتنی بھی کرپشن ہے' اس حکومت کے دو ایجنڈے ہیں آپریشن اور کرپشن۔ یہ حکومت دو ایجنڈوں پر کام کر رہی ہے۔ جتنے ماہر لٹیرے تھے' جنرل مشرف جیسے ہی آئے وہ ملک سے باہر بھاگ گئے۔ اور ایک ایک کر کے واپس لا کر ان کو اس وقت کابینہ میں بٹھایا ہوا ہے۔سارے expert لٹیروں کو لاکر ایک کابینہ بنائی گئی۔ اس کابینہ کی موجودگی میں اس ملک کے شوگر سکینڈل ' سٹیل ملز سکینڈل' سٹاک ایکسچینج کا سکینڈل یہ بڑے بڑے ہمارے سامنے آئے جو under ground ہو رہے ہیں جو ہمیں نظر نہیں آ رہے ہیں وہ تو آپ کو معلوم ہوں گے یا حکومت کو معلوم ہوں گے۔

جناب والا! جتنے بھی آپریشن ہوئے ہیں اس ملک میں' ایوب خان کے دور میں ہمارے

دو دریا چلے گئے۔ یحییٰ خان کے دور میں ہمارا مشرقی پاکستان چلا گیا۔ ضیاء الحق کے دور میں یہاں کلاشنکوف کلچر اور چالیس لاکھ افغانوں کا قتل عام اور غلامی کا کلچر۔ اور اب اس جنرل پرویز مشرف صاحب کے دور میں وزیرستان میں آپریشن، بلوچستان میں آپریشن اور کرپشن ان دو ایجنڈوں پر کام ہو رہا ہے۔ بلوچستان میں .operation and corruption اور وزیرستان میں باقاعدہ ایک فوج استعمال کی گئی۔ وزیرستان میں کم از کم پانچ وزیر اور محسود بے گناہ مارے گئے ہیں صرف امریکہ کو خوش کرنے کے لیے، وزیرستان میں ایک سو ساٹھ Maliks, notables جرگوں اورفیصلوں کے لوگ جن کے گرد پانچ، چھ بندے اکٹھے ہوتے تھے ان کو target killing کے ذریعے ہٹایا گیا تاکہ بات کرنے والا کوئی نہ رہے۔ اب وہ بلوچستان میں لگے ہوئے ہیں کہ جو بھی بلوچستان کے حق میں، اس کے وسائل کے بارے میں، بلوچستان کی قوم کے حق میں، پشتون قوم کے حق میں بات کرے گا، اسے سامنے سے ہٹایا جائے گا۔

جناب چیئرمین! محترم رحیم صاحب نے جو پارلیمانی کمیٹی مانگی، آخر اس کا کیا انجام ہوا! ہم نے خود ان کو support کیا۔ لیکن اس کی کوئی implementation نہیں ہوئی، سب کاغذوں کی حد تک ہوا۔ اگر اس مسئلے کو سنجیدگی سے لینا ہے تو ایک گول میز کانفرنس بلائی جائے۔ اس مسئلے کو سنجیدگی سے اٹھانا چاہیے۔ اگر اس کو سنجیدگی سے نہ اٹھایا گیا اور اسی طرح چلایا گیا تو میں صاف کہتا ہوں، میں نے جلسوں میں بھی کہا ہے اور اس ایوان میں بھی کہتا ہوں کہ ہمیں وہ پاکستان چاہیے جس میں میرا بچہ، ہمارا بچہ، ہمارے صوبے کا بچہ، بلوچ، پشتون، سندھی، سرائیکی کا بچہ، پنجاب کے بچے کے ساتھ برابر ہو۔ تعلیم میں برابر ہو، علاج میں برابر ہو اور وہ پاکستان ہمیں قطعاً نہیں چاہیے جو اب تک چلا آ رہا ہے۔ جناب چیئرمین! اس طریقے سے نہیں چلے گا۔ یہ میرے آخری الفاظ ہیں۔ آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا، بڑی مہربانی۔

Mr. Presiding Officer: The House is adjourned to meet again tomorrow at 10:00 a.m.

(The House was then adjourned to meet on Friday, the 15th September at 10:00 a.m.)